



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U32510

# نیشنل کانگریس

کے

اغراض و مقاصد و فوائد پر

آنریبل پیٹرجو دھیانا تھہ صاحب  
وکیل عالی کورٹ الہ آباد و ممبر کونسل صوبہ اُردو

مالٹہ سہری و شمالی داودہ

کی

# اسپیج

جواں گھوڑے ۲۰۰۵ء اپریل ۱۹۰۵ء کو شہرہ آفاق لکھنؤ یونیورسٹی میں لکھی گئی

اولیٰ ۱۱۰۰ راجہ۔ منشی گلاب داس دروہا داران پریس میں آباد لکھنؤ میں لکھی گئی۔

## خطابہ کا رروانی جلسہ

تعلیم یافتہ باشندگان شہر لکھنؤ کی خواہش پر اودھ اسٹینڈنگ کانگریس کمیٹی نے آنریبل منڈت اجوہیا ناتھ صاحب کو این ایل کورٹ ایڈیٹور میگزین کے درخواست کی کہ وہ اغراض مقاصد اور فوائد نیشنل کانگریس پر سچے دین چنانچہ جناب منڈت صاحب مدد فرمائی۔ انی سے درخواست منظور فرمائی اور ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو ایک عام جلسہ کو خطی تقریب والی خواہش کے مطابق خالصتاً بارشٹرا میٹ (لا) میں منعقد ہوا حاضرین کی تعداد دویسٹ چھ سو دس تین تھی کہ جن میں سب ویاچسوکے درمیان ۱۲۱ اسلام آباد ایک درجہ کے مثل شانہ اداگان نواب زادگان امرا اور دوسرے موجود تھے بہت سے صاحبان انگریز و ملازمین سرکار میں شریعت رکھتے تھے۔

نواب محمد علی خان صاحب بہادر کی ترکیب پر جناب شیخ رضا حسین خاں صاحب پر سید منٹ انجمن فہام اودھ میونسپل علاقہ دار میونسپل قرار پائے۔ آنریبل جناب منڈت صاحب کی تقریب جو ہم تمام وکمال درج کرتے ہیں دو گھنٹہ تک رہی جس میں جوش و خروش کے ساتھ تقریب میں لگی وہ نہ مائے تحسین و خوشی سے ظاہر ہوئی تھی جو ہر ایک جلسہ کے ختم ہونے کے وقت بلند ہوتے تھے اور جو خوف طوائف تھا پتے وقت نکال ڈالنے کے خاتمہ تقریب کے بعد راجہ رام بال سنگھ صاحب اعظمہ ایکا لاکھ انڈیا ضلع پر تباہیڈ اودھ نے اودھ گھنٹہ تک اتفاق اہل ہندو اہل اسلام و فلاح نیشنل کانگریس پر تقریب فرمائی خاتمہ تقریب صاحب مولوی محمد رفیق صاحب بارشٹرا میٹ لائے تحریک اور منشی محمد سجاد حسین صاحب اثیر اودھ نے تائید کی کہ یہ جلسہ اغراض مقاصد کانگریس میں اپنا پورا اعتبار ظاہر کرتا ہے۔ بعد اسکے مولوی سید علی احمد بارشٹرا میٹ لائے تحریک و شہر امی میونسپل صاحب وکیل نے تائید و حکیم سید حسن جعفر صاحب رئیس اور شہر علی پیر تائید فرمائی کہ یہ جلسہ آنریبل منڈت صاحب کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ جسکی منظوری کے بعد جلسہ برپا ہوا۔

اس عظیم الشان و یادگار جلسہ کی نمایاں کامیابی کے بعد جابل لوگوں میں غلط بیانیوں سے کہ منڈت صاحب نے امانت مذہبی اہل اسلام کی مخالفت پیدا کرنے میں کوشش کی گئی مگر انجمن نرم جعفری کی جانب سے ۶ مئی کو لائل پال اسرہنی انجمن فہام عام واقع ڈیوڑھی آغا میر پر جلسہ مسلمانان شہر کا انعقاد ہوا۔ نواب عثمان علی ولد صاحب بہادر صاحب اودھ نواب سر علی انجمن خالصتاً صاحب بہادر سابق مدارالہمام اودھ میر کا پیر پائے گئی سفر صاحبوں نے منڈت صاحب کی تائید فرمائی اور ان مسلمانوں میں کئی صاحبوں نے کہ جو ۲۰ اپریل کے جلسہ میں موجود تھے صاحب میر مجلس کے روبرو حلف اٹھائی کہ آنریبل منڈت صاحب نے کوئی توہین مذہبی نہیں کی۔

آنریبل منڈت صاحب کی تقریب کے بعد برسرہ اجلاس قومی کانگریس سمیٹ کلکتہ مدراس کی تجاویز درج کجائی کر تاکہ ملک کو معلوم ہو کہ کانگریس کی تجاویز کس قدر مفید عام یعنی خیر خواہی اور نفع اور بہبود ملک ہیں۔

گنگا پرساد دورا

سکرٹری اودھ اسٹینڈنگ کانگریس کمیٹی۔

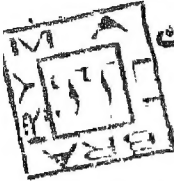
لکھنؤ فرائیڈر ڈیو کیٹ

۱۶ - جون سنہ ۱۹۰۷ء

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت صدر انجمن - و حضرات و قفقہ سبحان سنن -

پہلے میں حمد خالق ارض و سما کو  
بعد اسکے پھر میں نعت شامیہ کو  
گزشتہ پھر بھی اسکو کوون تو بھی کیا کوون  
لازم ہے اسچین طبع کو بچر اتنا کوون  
کچھ حال علم کا کوون کچھ عقل کا کوون  
جی چاہتا ہو کا نگر سی باجو کوون



سچ پوچھیے تو یہ بھی عجب کام ہو گیب  
مردوں کا آسمان کے تلے نام ہو گیا

شاید آپ فرمائینگے کہ کانگریسی کیا چیز ہے۔ حضرت لفظ کانگریس میں یاے نسبت لگا دینی ہے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ ترکیب کیسی تو جواب ظاہر ہے کہ روغن سیاہ اگرچہ دریا و گندہ است لیکن اچھا و نیکہ است۔ لیکن بالکل میرا مقصود نہیں ہے ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ ایک چھوٹی سی کتاب چھپی ہو جسکو تفسیر قومی کہنا چاہیے لیکن اسکا نام تنبیہ قومی رکھا گیا ہے۔ ع برعکس ہند نام نہ گئی کا فور۔ اسیں لفظ نکالت میں نے دیکھا لہذا شیعہ کو جی جانا۔ انسانیت کا اس کتاب کے چند بند جو اپنے حسب مراد میں ایسے عرض کیے جاتے ہیں کہ اگر فرور ہوگی تو بعض لفظ کہیں میں ہلے جائینگے اس کانگریس کے نام سے آپ واقف ہونگے اور اسکا حال بھی پھر آپ سے سنا ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہو گا کہ بعض کوتاہ اندیش اسکے مخالفت میں اور کوئی یہ بھی کہتا ہے کہ کانگریس غی از وقت کیا گیا اور بعض کا یہ خیال ہے کہ پارلیمنٹ کا حکام سرکاری سے ہرگز کامیابی کی امید نہیں ہے۔ اگرچہ یہ کانگریس آج کل ان ممالک مغربی و شمالی میں بہت شہرہ لیکن ایسے آدمی بہت کم ہیں جنکو اسکی باہمت اور اغراض اور فوائد سے آگاہی ہو اور انکی تہذیب و تمدن کو سمجھا گیا ہو۔

(۱) اسکی باہمت کیا ہے اور اسکے اغراض کیا ہیں اور کیا فوائد اس سے منظور ہیں۔  
(۲) کانگریس کے مخالفین اسکی تردید میں کیا دلائل پیش کرتے ہیں اور ان دلائل کو کیا وقعت ہے اور  
(۳) اسکے مقاصد کے حاصل ہونے کی کس قدر امید ہو سکتی ہے۔

قبل اسکے کہ امور مذکورہ بالا کی نسبت کچھ عرض کیا جائے اسقدر کہنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ ذرا غور کے ساتھ متوجہ ہوں اور جو کچھ کہا جائے اسے بدل سکتے ہیں کیونکہ جو مخالفت اس کانگریس کے ساتھ آجکل ہو رہی ہے اسکی وجہ یہ خوف ہوتا ہے کہ مبادا اس مخالفت کے خیال سے آپ پوری توجہ اس طرف نہ فرمائیں۔ یہ کام بہت اہم ہے۔ ملک کا نفع و نقصان تماشاس سے متعلق ہے لہذا با صراحت یہ التجا کی جاتی ہے کہ متد بگویش دل آپ سنیں اور بہت سے طرف متوجہ ہوں۔ ذرا دیکھیے کہ ملک کا کیا حال ہے اور اس کانگریس کی کارروائی سے کیا نتیجہ پیدا ہوگا۔

خبردار سے ہندو نو جوانو خبردار اسلام کے ماسانو  
خبردار عیسائیوں مسلمانو خدا کے لیے اسقدر تقوا مانو  
ذرا دیکھو کیا قوم کی گت ہوئی ہے  
تبہا ہی سے کیا اسکی حالت ہوئی ہے

RECEIVED 2009

تمام ملک میں نفاق پھیل رہا ہر ایک اپنے نفع کے خیال میں پھینسا ہوا اور لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے  
بھلا چھتر ترقی کیونکر ہو۔

تمام قوم ہندو نیز بان حال ایسے عرض کرتی ہے۔

خیردار اے ملک کے نوٹس لو  
خیردار اے ملک کے خوش خدا لو  
خیردار اے ملک کے ذمی کس لو  
خدا کے لیے قوم کو دیکھو مچالو

مصیبت میں پھنسا کر وہ کیا کر رہی ہے

وہ جتنی سے کجخت یا مر رہی ہے

جھوٹے ہیں یہ کہ مثل میرے آپ ہند کے کل باشندوں کو بلا کھانا مذہب ایک قوم سمجھنے اور جو کچھ  
کہا جائیگا اس پر تابا اور اتحاد کی نظر سے غور فرمائیے۔ اس قدر تمہید کہ یہ وہاں مطلب عرض کیا جاتا ہے۔  
یہ کانگریس ایک قومی مجمع ہے جو فکر اور تدبیر کے ساتھ اس غرض سے قائم کیا گیا کہ اسے طریقوں  
جو قانوناً جائز ہوں اور اصول سلطنت انگلستان کے خلاف نہ ہوں جناب فیصلہ مند کی ہر قسم رعایا  
ہندوستان کی جمہور، برتری کی کوشش کیجئے۔ ابتدا کو دو اہل رگھونا نگر اور بہادر کے ذہن میں آیا  
کہ ایسا مجمع قائم کیا جائے اور اس مقام پر یاد رہے کہ دیوان رگھونا نگر اور سنگالی نہیں ہیں بلکہ مرہٹہ  
برہمن ہیں لہذا یہ کہنا کہ کانگریس بنگالیوں نہ اپنے فائدہ کے واسطے قائم کی ہے محض غلط ہے۔ اول  
یہ کانگریس تباہ و بربستہ نہ ہوئی اس وقت ۸۸ ممبر موجود تھے۔ منجملہ ان کے دو مسلمان اور بڑے  
بنگالی تھے۔ کسی تعداد اہل اسلام سے تعجب نہ ہونا چاہیے کیونکہ بنگالی ممبر بھی صرف تین ہی تھے اور بنگالیوں کی  
تعداد سے ظاہر ہے کہ وہ بانی اس کانگریس کے نہ تھے کیونکہ اگر وہ بانی ہوتے تو انکی تعداد بہت زیادہ ہوتی  
یہ ممبر ملک کے باشندوں کی طرف سے منتخب کیے جاتے ہیں مگر چونکہ یہ اول مرتبہ تھا لہذا اس قاعدہ کا نفاذ  
بمجبوری ہونا ناممکن تھا۔ با اینہم یہ ۸۸ ممبر جو بجات مدراس و بمبئی و بنگالہ و پنجاب و مالک موٹی و شمال  
وغیرہ سے آئے تھے۔ دوسری کانگریس دسمبر ۱۸۸۵ء میں بمقام کلکتہ جمع ہوئی۔ اس میں ۳۶۶ ممبر مختلف  
مقامات ہندوستان کے باشندے تھے موجود تھے۔ اس مرتبہ یہ سب ممبر پنجاب رعایا منتخب کیے گئے تھے۔  
منجملہ ان کے ۳۳۔ اہل اسلام تھے۔ تیسری کانگریس دسمبر ۱۸۸۶ء میں بمقام مدراس جمع ہوئی۔ اس میں ۶۰۴  
ممبر جمع ہوئے۔ منجملہ ان کے ۸۳۔ اہل اسلام تھے۔ ان ۶۰۴ ممبروں میں سے ۶۱ زمیندار جاگیردار اور  
تعلقدار تھے ۹۹ رعیت اور چھوٹے چھوٹے زمیندار تھے ایک سو چوالیس تاجراور دکاندار تھے ۵۵  
تھے ۲۰۶ بارہ وکیل ایٹرنی مختار اور پشمن یافتہ حکام عدالت تھے ۴۴۔ ڈیڑھ لاکھ انجیا تھے۔ ۱۹۔  
اہل حرفہ اور ۸۔ ڈاکٹر تھے۔ یہ امر بھی کھانا کے قابل ہے کہ تین ممبر کنسل کے تھے ۳۱۔ انڈیری میسٹر  
۱۰۴۔ مینوٹل کسٹر ۷۹۔ لوکل بورڈ کے ممبر اور۔ اختلاف پونیورسٹیوں کے فیلو تھے مختلف مقامات کے  
باشندہ تھے۔ ان قواعد کے موافق جو پشمن اس کانگریس نے منضبط کیے تھے ان ممبروں کو منتخب کیا  
اور حالانکہ یہ شخص مہاجر سکستہ کہ یہ مجمع کجسیت مجموعی ضرور قومی تھا۔ ہریشہ ہر حرفہ ہر قسم ہر قوم کے آدمی

اس میں شریک تھے۔ مگر بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ اہل اسلام دھوکے سے یازر دہی شریک کر لئے گئے تھے۔ اس کانگریس کی نسبت بھی جو کلمہ میں جمع ہوئی تھی اسی قسم کے اعتراض کیے گئے تھے لیکن چونکہ وہ صرف دوسری کانگریس تھی اور تعداد بھی مسلمانوں کی بہت زیادہ تھی لہذا غلط بیانی پر بہت زور نہ دیا گیا جب تیسری کانگریس میں اہل اسلام کا شمار اور زیادہ ہوا اور کانگریس کی طرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ ولایت میں بھی توجہ زیادہ ہوئی تب مخالفین کو یہ فکر ہوئی کہ کوئی صورت ایسی پیدا کیجے جس سے معلوم ہو کہ مختلف قوموں کے آدمیوں میں اتفاق نہیں ہو اور چند خواہ مخواہ انتخاب اور وں کو دھوکا دیکر یا دواؤں کے شریک کر لیتے ہیں پس اب یہ مشہور کر دیا کہ مسلمانوں کو ڈیم یا دبا کر مدد اس لیے۔ واہ کیا فہم ہے۔ کیا عالی دماغی ہے مسلمان کیا تھے گویا بچے تھے کہ مٹھائی کی ڈلی دکھائی اور پچھلا کر ساتھ لے لے یا کسی چیز کی بوڑیہ پن کہ جب میں سکھا اور دوا نہ ہو یہ یا مومہ کی ناک میں کہ جھپٹ جائے یا موڑ دی۔ مخالفین کے اس قول سے صرف ہندو اور پارسی اور عیسائیوں کی الزام نہیں آتا بلکہ عمائد اہل اسلام پر بھی بہت سخت اعتراض ہوتا ہے۔ آئیں آئیں سمجھ میں آسکتا ہے کہ آئیں بل ہمایون جاہ ہار و مشہور بدرالدین طیب جی و مشہور حامد علی خان اور مشہور رحمت اللہ سیکنہ کسی کے دھوکے میں آجائیں یا ایسے اہم امور میں محض کسی کے دباو سے شریک ہو جائیں۔ ہندو متہ ایسا کب ہو سکتا ہے حضرت مہران کانگریس کے ساتھ ہی یہ شرارت نہیں کی گئی نہ بلکہ میں نے آپ کے صدر۔ انجن پر بھی آج شریک ہو کر دیا اور صد مذہبی علم عالی خاندان۔ ذہنی فہم اہل اسلام دام فریب آگئے ورنہ آج اس جلسہ میں ہرگز شریک نہ ہوتے۔ لاجول والا قوہ یہ کیا لغو بات ہے۔ وہ عالی دماغ قوم جسکے سبب ایک وقت میں تمام عالم مل گیا تھا آج ہندوستان میں ایسی ہو گئی کہ جیکے برگیدہ اور ہندو اراکین پر ایسا لغو دے معنی اعتراض کیا جاتا ہے لیکن یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ جو کوشش ہمارے مخالفین ہماری مضرت کی غرض سے کرتے ہیں اُسے ہماری تائید ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی قوی اعتراض ہو سکتا تو ہمارے معاذین ہرگز درگزر نہ کرتے اور ایسے رکیک دلائل پیش نہ کیے جاتے رہتے اعتراضات فریق ثانی ہمہ ہمارے دعوے کی قوت ظاہر ہے۔ جو رزولوشن تیسری کانگریس نے بمقام مدرس منظور کیے انکی نقل انگریزی اور انکا اردو ترجمہ آئیے سامنے ہے۔ انکے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ غرض اس مجمع کی صرف یہ ہے کہ ملکہ معظمہ کی ترقی کی رعایا کی بہبود اور ترقی ہو اور جو بدیر اس کانگریس نے کی ہیں اور جو رزولوشن منظور کیے ہیں انکا نتیجہ ترقی ملک اور استحکام سلطنت انگلستان کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ خلاصہ ان رزولوشنوں کا میں آیسے عرض کرتا ہوں۔ ایک رزولوشن ہے یہ تھا کہ جناب مستطاب نواب گورنر جنرل بہادر کے وزیر صوبہات کی کونسل واضع آئین و قانون کے واسطے چدمبر رعایا کی جانب سے منتخب کیے جائیں اور انکی تمام مقامات کی حیثیت سے اس کونسل میں اسے ویکسین قانون پیش کر سکیں اور امور متعلق انتظام سلطنت کی نسبت سوال کر سکیں۔ ایک اور رزولوشن یہ تھا کہ جن حکام کے متعلق انتظام ضلع ہوا انکو کچھ برآمد ہوتا

دیوانی و فوجداری و مال کا اختیار نہ دیا جائے۔ تیسرا رزولوشن یہ تھا کہ بتعمیل شہتہا جنھوں نے ملکہ معظمہ فوج میں اعلیٰ عہدے ہندوستانیوں کو بھی ملین اور اس ملک میں ایسے مدرسے قائم کیے جائیں جنہیں اہل ہند افسر فوج ہونے کی لیاقت حاصل کرنے کے واسطے تعلیم و تربیت پائیں۔ چوتھا رزولوشن یہ تھا کہ ہندوستانی والینٹر مقرر کیے جائیں جنکو وہ اہل ہند جو انگریزی سے ناواقف ہیں بلیم ٹیچر کہتے ہیں۔ پانچواں رزولوشن یہ تھا کہ قانون ایکسچینج کے واسطے ہندوستان کے آدمی بلا قید و تحصیل ان میں شامل ہو سکیں۔ منسوخ کیا جائے چھٹا رزولوشن یہ تھا کہ انکم ٹیکس نہایت نا پسندیدہ محصول ہے اور کم آمدنی والوں پر اس محصول کے سبب بہت سختی اور زیادتی ہوتی ہے لیکن قیل و قال درجہ ایک ہزار روپیہ تک کی آمدنی والوں پر محصول نہ لگایا جائے۔ ساتواں رزولوشن یہ تھا کہ تعلیم صنعت کے واسطے گورنمنٹ ایسٹریجی جاری کرے جو یہاں کے باشندوں کے مناسب حال ہو اب غور فرمائیے کہ انہیں ایسی کون سی بات ہے جس سے ملک کی ترقی پرائی ہو۔ نہیں صاحب میں نے غلطی کی۔ ملاحظہ فرمائیے کہ انہیں ایسا کون سا امر ہے جس سے ملک کی ترقی اور بہبود متصور ہو۔ میرے نزدیک جس شخص کو ہندوستان کے ساتھ زیادتی ہے وہ وہ کانگریس ہے ہرگز مخالفت نہیں کر سکتا بلکہ بدل و جان اسکا شریک و معین ہوگا۔ جنکو سخت تعجب ہے کہ جو شخص اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنا وقت ملک کے واسطے وقف کر دیا ہے اور ہندوستان اسکی ترقی کی فکر میں مصروف ہیں وہ کیونکر اس جلسہ قومی کی نامید سے اسے متنبہ باز رکھ سکتے ہیں انکا جی کیونکر مانتا ہے کہ بے صبر ہو کر اس جلسہ کے شریک ہو جائیں۔ انکا دل کیونکر گوارا کرتا ہے کہ اس جلسہ واقف ہوں اور میرے اختیار اختیار اسکی مدد کرنے لگیں لیکن افسوس ہے کہ ماضی کے دانت کھانسنے کے اور ہوتے ہیں اور دیکھانے کے اور بھلا بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیے کہ انکم ٹیکس کے موقوف ہونے سے کسی خاص فرقہ کا فائدہ ہی پاتا ہے۔ ملک کا۔ اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے یہ نسبت مسلمانوں میں افلاس نہ آئے۔ اگر یہ سچ ہے تو اس محصول کے موقوف ہونے سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو فائدہ زیادہ ہوگا۔ یہ بات مشہور ہے کہ بنگالی ہندوستان کی نہایت بزدل قوموں سے ہیں اور اہل اسلام شجاعت میں کسی سے کم نہیں۔ پس فرمائیے کہ فوج کے اعلیٰ عہدے ملنے سے والینٹر مقرر ہونے سے اور قانون سلیج منسوخ ہونے سے کسکو نفع زیادہ ہوگا۔ عاملانہ اور جاگدانہ عہدوں کی علمدگی سے کسی خاص فرقہ کا زیادہ فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے مگر جب غرض صرف یہ ہو کہ مخالفت کی جائے اور جس واقع سے قطع نظر کی جائے تو اغراض کے بجائے بجا اور بجا ہونے کا خیال آدمی کو نہیں رہتا۔

چون غرض آدمی پوشیدہ شد  
صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد  
ان صاحب اسقدر کمنا میں بھول گیا کہ مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ قانون سلیج کا منسوخ کرنا سوچ سے نامناسب ہے کہ اگر یہ شخص بلا قید و تحصیل باز رہ سکے تو باہر دیکر رعایا کے فساد اور خونریزی کا زیادہ احتمال ہے۔ لیکن یہ دلیل ایسی غلط ہے کہ اسکی تردید کی کچھ حاجت نہیں۔ ہمارے معاندین کے سوا اور ایسا آدمی شاید دنیا میں کوئی نہ ہوگا جو محض انسا و جہانم کی غرض سے ایسا قانون



جیسا ہندوستان میں جاری ہے۔ ناقد کرنا پسند کرے۔ حضرت اس قانون کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ قوم کی ہمت اور دلیری اور شجاعت میں بہت فرق آجاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ صفات بالکل نائل ہو جاتی ہیں۔ یہ مضرت ایسی ہے کہ صرف رعایا ہی کا نقصان اس سے نہیں ہے بلکہ فرمانروا سے وقت کا بھی اس سے بہت نقصان ہے۔ جب کسی قوم کی ہمت و شجاعت نائل ہو گئی تو وہ سپاہ گری کے قابل نہ رہی اور جب کوئی قوم سپاہ گری کے قابل نہ رہی تو اسکی فوج کی وقعت کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ ان حملہ آوروں کے فوائد ایسے بھی ہیں کہ گویا اسے مخالف اپنی ہٹ دھرمی سے آنہر بھی کچھ نہ کچھ اعتراض کیے جا سکتے ہیں تاہم زیادہ زور نہیں دیتے۔ بڑا سخت اعتراض انکا یہ ہے کہ اگر رعایا کی جانب سے گورنر جنرل اور صوبی کی کونسل کے واسطے منتخب کیے جائیں گے تو ملک کو بجائے نفع کے ضرر پہنچے گا۔ انکے اعتراضات کی تردید ابھی تھوڑی دیر میں کی جائیگی لیکن قبل اس کے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ سلطنت جمہوری کے اصول فی الحقیقت اچھے ہیں یا برے اور انتظام ملک میں رعایا کو داخل دینا ملک کے واسطے اچھا ہے یا برا۔ اسکی نسبت میرے نزدیک اختلاف رائے ناممکن ہے۔ کوئی شخص چاہے کہ اپنی آنکھوں پر بٹی باندھ لے یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ طریقہ بُرا ہے۔ انگلستان کو تمام دنیا کی قوموں میں جو عظمت حاصل ہوئی ہے وہ اسی طریقہ کے بدولت ہے۔ امریکہ کو جو وقعت حاصل ہوئی ہے وہ اسی طریقہ کا نتیجہ ہے۔ فرانس نے بھی اپنا نفع اسی میں سمجھا ہے۔ جرمنی وغیرہ میں بھی یہ طریقہ شائع ہو گیا ہے اور یورپ کے اوجھوں میں بھی کم و بیش اسکا نفاذ ہے۔ حضرت اس باب میں روس میں سب سے زیادہ کمی ہے لیکن جیسے روشنی ہر جگہ نفوذ کرتی ہے اسی طرح اس قاعدہ کا اثر روس میں بھی پہنچا ہے اور اچھی طرح پہنچا ہے۔ حضرت نار بھی مجبور ہو گئے ہیں اور کونسل وغیرہ کا طریقہ کچھ نہ کچھ جاری کرنا ہی پڑا ہے۔ اپنی حکومت آئی نائل ہونے کے خیال سے زار زار دیتے ہیں لیکن حقیقت اس طریقہ کے جاری کرنے میں انھیں کرنے میں اس قدر کمزوری ہے کہ رعایا اسے نہ برداشت سکتے اور ان سے کبھی باادب اور کبھی گستاخانہ عرض کرتی ہے کہ ملک تار کی حالت زار پر نظر فرمائیے اور اپنی رعایا سے ہوا خواہ کو زیادہ آزار نہ دیجیے۔

تھوڑا سا اثر اس قاعدہ کا افریقہ اور ایشیا تک بھی پہنچا ہے۔ ایشیا میں جاپان اور لنکا کی نظر ہم دیکھتے ہیں۔ زیادہ تر غور کے قابل یہ امر ہے کہ انگلستان کے ماتحت جتنے ملک ہیں بجز ہندوستان کے اور سب میں یہ طریقہ کم و بیش جاری ہے۔ حضرت وہ جہتی خلیہ تمام دنیا غلام بنائے کا شوق رکھتی تھی وہی حقوق رکھتے ہیں جو خاص ولایت زائلیوں کو حاصل ہیں۔ خلیہ آلاماؤں کی نالی کوڑ میں ایک جہتی کے مقدروں جو جاری کی تھوڑے بڑے جوری کے مثل ولایت زائلیوں کے ہوئی تھی۔ دریاہ کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ جہتی ہماری ملکہ مغلیہ کی رعیت تھا اور ملکہ مغلیہ کی جملہ رعایا یہ طریقہ کو رعیت وہی حقوق حاصل ہیں جو اہل انگلستان کو حاصل ہیں۔ کیوں صاحب کیا ہم جہتیوں سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ کیا مملوک اس قدر لیاقت بھی نہیں ہے جو جہتیوں کو ہے۔ ہم میں اور اہل سلطنت میں باشندگان لنکا میں کیا فرق ہے۔ کیا رعایا سے ہندو سرکار کی اس قدر وفاداری بھی نہیں ہے جتنی جہتی اور



لنگا یعنی ہر اندیشہ کی۔ لاجول ولاقوتہ۔ یہ کون کہیگا اور کون مانگیگا۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہندوستان میں اس طریقہ حکومت کے اجراء سے نقصان پیدا ہو۔

ہندوستان میں زیادہ تر دو قومیں ہیں۔ ہندو اور مسلمان۔ ان دونوں قوموں میں جتنے مشورہ کرنے کا طریقہ کم و بیش جاری تھا سب جانتے ہیں کہ ہندوستان کی مذہبی کتابوں میں ستر کی درجہ بہت بڑا ہے۔ اُسکے ساتویں ادھیا کا سینتیسواں اشٹاک یہ ہے۔

ब्राह्मणा न्ययुपासीत घात रुत्याय पार्थिवः । त्रैवि बृद्धा

नन्दुष स्तिष्ठेत्तथाञ्च शासने ॥

جبکہ ترجمہ یہ ہے ”راجہ کو یہ چاہیے کہ علی الصبح اٹھ کر نظم کے ساتھ ایسے برہمنوں سے ملے جو تین وید جانتے ہوں۔ عالم ہوں اور علم انتظام مملکت سے واقف ہوں اور انکی رائے کے مطابق عمل کرے“ اس سے واضح ہوگا کہ راجہ کو واجب تھا کہ برہمنوں کی رائے کے مطابق ملک کا انتظام کرے اگرچہ اس زمانہ میں کوئی مجمع مثل پارلیمنٹ کے نہ تھا لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ یہ برہمنوں کا مجمع جسکا ذکر اشٹاک میں ہے بجائے کونسل کے تھا اور وہ کونسل ایسی نہ تھی جس سے اختلاف کرنا راجہ کو جائز ہو۔ ان برہمنوں کا مقرر کرنا بھی محض راجہ کی رائے پر موقوف نہیں تھا بلکہ مدارس یا علماء کے مجمع معین تھے جو عالم برہمنوں کو خطاب شاستری اور اذہبیاء وغیرہ عطا کرتے تھے۔ ان خطابوں سے انکی لیاقت علمی اسی طرح ظاہر ہوتی تھی جس طرح ولایت کے عہدہ یونیورسٹی کے خطابوں سے وہ ان کے علماء کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے اور ان برہمنوں کا انتخاب بادشاہ کی مجلس کے واسطے بھی ایسے برہمنوں کے ذریعہ سے ہوتا تھا جو پختہ سے شہیر بادشاہ تھے یا جنگی قابلیت اور دیانت مسامحتی۔ غرض راجہ مجازاً اس امر کا نہ تھا کہ اپنی رائے سے فیصلہ کرے یا عالم برہمنوں کی رائے سے اختلاف کرے۔ اگرچہ انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ طریقہ بایقی نہیں تھا لیکن اتنا کچھ اسکا اثر بالکل زائل نہیں ہوا۔ وہی طریقہ جو بادشاہ کے واسطے زیادہ تفصیل و تحقیق اور اصرار کے ساتھ مہینے تھا ہر خاندان کے انتظام کے واسطے بالا جہاں پہنچا کیا گیا تھا اور ہر قانون میں اسکا عمل درآمد تھا۔

ان یہ بات دیکھی کہ کسی خاندان یا کسی قانون کا انتظام صرف برہمنوں کی رائے پر منحصر ہو لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ امالی خاندان اور امالی مجمع کی رائے سے ایک بزرگ یا پیشوا انکی قائم مقام کے واسطے منتخب ہوتا تھا اور بزرگ یا پیشوا کے رائے کے مطابق اصلاح و مشورہ اور خاندانی انتظام ہوتا تھا اور وہ بزرگ یا پیشوا سرکار میں اور ہر جگہ بوقت ضرورت انکی طرف سے حاضر ہوتا تھا اور یہ طریقہ آج تک کم و بیش مرعی ہے۔ ہر مشترک خاندان اہل ہندو کی ہر قسم کی کارروائی کے واسطے ایک پیشوا مقرر ہوتا ہے۔ اکثر یہ پیشوا بزرگ خاندان بھی ہوتا ہے لیکن اگر وہ کیاقت کافی نہ رکھتا ہو تو اس خاندان میں سے کوئی اور شخص باتفاق اسے امالی خاندان اس کام کے واسطے مقرر کیا جاتا ہے اور علی نہا تھا کہ ہندوؤں کی ایسی بہت کم توہین نکلیں گی جنہیں پنج مقرر نہ ہوں۔ یہ پنج ہر قوم کے جملہ آدمیوں کی طرف سے

منتخب کیے جاتے ہیں اور ان جملہ نراغوں کا تصفیہ کرتے ہیں جو متعلق رسم و رواج ہوں اور جسے فلاح قوم متعلق ہو۔ بلکہ بعض صورتوں میں وہ مقدمات بھی جو قابل سماعت ہوا تھا اسے سرکار ہوتے ہیں اسی پچاسیت کے ذریعہ سے بلا تو سوا عدالت فیصل ہو جاتے ہیں اور جملہ فریق اس فیصلہ سے راضی رہتے ہیں یہ ہی طریقہ ہر گانوں میں رائج ہو چکا ہے۔ باشندوں کا ایک افسر ہوتا ہے اور مختلف مقامات میں مختلف نام وہ مشہور ہوتا ہے۔ کمین کمین افسر ایک سے زیادہ بھی ہوتے ہیں اور خاکی معاملات ہی میں نہیں بلکہ سرکاری کارروائیوں میں بھی وہی مکیا جو نمبر دار یا مقدم یا پیش و غیرہ کے نام سے مشہور ہوتا ہے ہر گانوں والوں کی طرف سے حاضر ہوتا ہے۔ غرض کہ طریقہ قائم مقامی ایک جاری ہے اور ہندوستان کی رعایا جو بھی اسکی عادی ہو کر اپنی طرف سے کسی شخص کو خاص کسٹم کی کارروائی کے لیے منتخب اور بھیجے یہ تو ہندوؤں کی کیفیت ہے اب مسلمانوں کا حال سنئے۔ ابتدا سے اسلام سے سلطنت جمہوری کا طریقہ تھا قوم میں رائج ہوا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کل انتظام کا مدار مشورہ تھا خداوند عالم کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی تھی **شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلٰی اللّٰهِ** مطلب یہ کہ ہر گانہ اور میں اپنے مسلمانوں سے (غالباً مراد مہاجرین و انصار سے ہے) مشورہ کرو اور جب اسے قائم ہو جائے تو اللہ پر توکل کرو۔ حضرت سید المرسلین نے جناب یا عالم کی اس حکم کی تعمیل بہت اچھی طرح کی۔ جنگ بدر کی فتح کے بعد جب قیدی گرفتار ہو کر آئے تو اس امر کی نسبت اختلاف رہا ہوا کہ وہ سب قتل کیے جائیں یا فدیہ لیکر چھوڑ دیے جائیں۔ مشورہ سے یہ قرار پایا کہ وہ چھوڑ دیے جائیں چنانچہ اسی مشورہ پر عمل کیا گیا اور وہ چھوڑ دیے گئے۔ بعد ازاں آپ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ پاک نے اس فیصلہ سے اپنی نارضا مندی ظاہر کی۔ **اَسْوَءَ حُكْمٍ فَضَّلَ** علیہ صلوٰۃ اللہ علیہ کہ بہت مفہوم ہے۔ جب اصحاب نے اس رنج کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم کو جنگ بدر کے قیدیوں کا چھوڑنا نا پسند ہوا ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند عالم کی اس نارضا مندی سے اس قدر مفہوم ہوئے لیکن چونکہ آیت مذکورہ بالا ان کوئی ہدایت اس حکم کے منسوخی کی نہ تھی جو مشورہ کے باب میں صادر ہو چکا تھا لہذا وہ منسوخ نہ کیا گیا اب غور کے قابل یہ بات ہے کہ باوجودیکہ اللہ پاک نے اس حکم سے نارضا مندی ظاہر کی تاہم اس حکم کی منسوخی کی ہدایت نہ کی اور طریقہ مشورہ بدستور سابق قائم رہا۔ بعد وصالِ رحمتِ عالم کی ہر خلیفہ کے تقریر کے وقت مشورہ پر عمل ہوا ہے کچھ خلیفہ حضرت امام حسن علیہ السلام تھے۔ ایک حدیث نبوی اس مضمون کی تھی کہ خلافت بعد ایکے تیس سال سے کچھ زیادہ رہے گی بعد ازاں سلطنت ہو جائے گی۔ جب وہ زمانہ مندرجہ حدیث نبوی علیہ السلام **قَالَ لَكُمْ اَمِنْ الْقَتْلِ الْاَضْلَیْہِ بِالْحَقِّ اَوْ اَكْثَرُ لَكُمْ خَيْرٌ مِّنْکُمْ** تو خیر! امام امام علیہ السلام نے حکومت چھوڑ دی اور کہا کہ مجھ کو سلطنت منظور نہیں ہے۔ یہ بیان اللہ کیا بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے۔ دنیا میں اور کتنی ایسی قومیں ہیں جو یہ کہہ سکیں کہ اس دلو الفوج کے ساتھ آئے ہیں۔ پیشہ اسے حکومت دنیا سے علیحدگی اختیار کی۔ اگر مسلمانوں کو اور صد ہا اسباب شہناز ہو

تو یہی ایک بات ان کے فخر کے واسطے کافی تھی۔ اللہ اللہ کیا بزرگ تھے۔ کیا عالی نہت تھے۔ اپنے جہاں  
صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر نظر کر کے فلاح آخرت کے واسطے دنیا سے ذی کو بیچ بیچا اور سلطنت پر بھی  
نظر نہ کی۔ نہ اسے اقبوس وہ زمانہ کیا ہو گیا۔ اب وہ دن آیا ہے کہ جو لوگ اپنے کو ان کی اولاد میں سمجھتے ہیں  
اور ان کا پیرو میاں کرتے ہیں وہ حاکموں کی خوشامد کے مارے راہ راست پر نہیں آتے۔ اب اہل مطلب  
کی طرف ہم بھر جوج کرتے ہیں۔ جب جناب امام حسن علیہ السلام نے حکومت سے علیحدگی اختیار کی اس وقت  
اہل اسلام کی طرف سے ایک سلطان مقرر کیے گئے۔ یہاں تک کہ اسے جمہور کا پورا پورا اثر نہ تھا اور ان سلطان کے  
وقت میں بھی طریقہ شورہ موقوف نہیں ہوا۔ جب ان کے انتقال کے بعد نرید سلطان ہوا تو اسے اہل اسلام  
میں کچھ دخل نہ تھا اور اس کے وقت میں طریقہ شورہ جو سابق میں جاری تھا موقوف ہو گیا یعنی اس کا  
واقعہ ہوش رہے جاگنا سے کر بلا ہوا۔ سچو یقین ہے کہ ہمارے ملک کے اہل اسلام اسی طریقہ کو پسند  
کرتے ہیں جو جناب سید المرسلین اور ائمہ مخلصین کے وقت میں جاری تھا اور نیز یہ کہ طریقہ کو پرگز چھا  
نہ سمجھنے کے علی الخصوص اس وجہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مشہور ہے کہ  
مَنْ تَشَبَهَ بِهٖمْ فَمِنْهُمْ یعنی ایسا مسلمان کون ہوگا جو نیرید اور اس کے مانعین سے تشبیہ کو اکرے  
یا سنت نبوی کریم کی پیروی کا حکم بہت اہم کام کے ساتھ ہے اچھا نہ سمجھے۔ اگر زمانہ گزشتہ میں یہ حدیث  
اور مسلمانوں میں طریقہ شورہ جاری تھا اور اس کے موافق فیصلہ کیا جاتا تو ہر جہاں تھا تو ایسی کوئی  
وجہ نظر نہیں آتی جس سے زمانہ حال میں وہ طریقہ ناپسند کیا جائے۔ اگر یورپ کی قوموں میں یہ طریقہ  
عہدہ مشہور ہوتا تو کوئی خاص کیفیت اس ملک کی نہیں ہر جہاں وہ جہ سے یہاں اس کا اجرا ناممکن ہوتا  
جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہاں تک صرف رعایا کے واسطے ہی نہیں بلکہ فرمانروا کے وقت کے واسطے بھی  
ہندوستان میں اس قاعدہ کا جاری ہونا مفید ہے۔ چند مثالوں سے رعایا کے حق میں اس کا فائدہ چھنا  
آپ کو واضح ہوگا۔ قاعدہ حال کے بموجب کونسلوں میں سرکار کی طرف سے ممبر مقرر کیے جاتے ہیں اس کی جگہ  
چاہیے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ نواب کو نہ رضی نہ ہادر کی کونسل واضح آئین و قانون کے واسطے چند ممبر  
ہندوستانی سرکار کے مقرر کیے تعادلات کی بہ نسبت تعداد ممبران سرکار اس قدر کم ہوتی ہے کہ اگر وہ سب  
آزادانہ رائے ظاہر کریں تو اس کا اثر بہت کم ہو یا انہیں بعض اشیاء منتخب ہوتے ہیں کہ اسے آزادانہ  
ظاہر نہیں کرتے بلکہ جو حکم کے اصول پر عمل کرتے ہیں۔ اسی پر صرف فتاعت نہیں ہے بلکہ جناب سرکار فرمایا  
آف اسٹیٹ نے یہ قاعدہ جاری کر دیا ہے کہ اگر کسی ممبر کو کوئی مسودہ قانون پیش کرنا ہو تو اول اس امر کی  
اطلاع جس کے قانون مذکور متعلق ہے بذریعہ گورنمنٹ ہند سکرٹری آف اسٹیٹ کو دی جائے کہ جناب  
ممدوح دو مہینے کے اندر اس کو ناپسند فرمائیں تو وہ مسودہ پیش نہوا اور اگر دو مہینے کے اندر کوئی جواب نہ آئے  
یا امر مذکور پسند کیا جائے تو وہ مسودہ پیش ہو سکے۔ اول تو یوں ہی آزادی کم تھی اب ممبروں کو لازم ہوا  
کہ اس کو بالکل خیر یا کوہین۔ ایسی صورت میں ہندوستانی ممبر مقرر کرنے سے کیا فائدہ۔ حضرت قانون کی کونسل  
نہیں ہے کچھ تہی کا تاشا ہے جہر چا یا سکرٹری آف اسٹیٹ نے بنایا۔ اگر آپ سمجھتے ہوں کہ صرف اسی لکھنا ہے

تو آپ کی رائے کی غلطی ہے۔ اگر کسی مسودہ قانون کے پیش ہونے کی نوبت آئی اور وہ کونسل میں پاس بھی ہو گیا تو علاوہ ہماری قبضہ منہ کے نواب گورنر جنرل بہادر کو جو اس کونسل کے پریسڈنٹ ہیں اور ہر گز میں ٹیکر ہوتے ہیں اور جناب سکریٹری آف اسٹیٹ کو یکے بعد دیگرے اسکے نامطور کر دینے کا اختیار ہے۔ کاش اسی پر فطاعت ہوتی تو بھی غنیمت تھا مگر یہ بھی نہیں ہے۔ سب پر طرہ یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو ممبروں پر دباؤ ڈال کر ہر کام موافق رائے ظاہر کرنے کی کوشش کرنی بھی معیوب نہیں سمجھی جاتی۔ ہر مسئلہ میں ایک امر ہم عرض کیا چاہتے ہیں جو اوہ کے متعلق ہے مگر یاد رہے کہ یہ لکھنؤ ہے جو اوہ کا دارالسلطنت ہے۔ آپ کو یہاں کے حالات معلوم ہونے کا موقع ہر طرح سے حاصل ہے اگر آپ کے نزدیک میرا بیان غلط ہو تو آپ فوراً بتائیں کہ غلط ہے۔

فروشنین بدوزانو چین برابر وزن + بدان صفت کہ دغا بشگان دعویدار

اگر دروغ بگویم کہو سے و شرم مکن + کہ آبرو سے مرا نیست شرم کس درکار

ہم سے بہت معتبر راوی نے کہا ہے کہ جو وقت مسودہ قانون لگانا، اوہ نواب گورنر جنرل بہادر کی کونسل میں پیش تھا اس وقت ایک ذی فہم عالی دماغ آزاد منش ممبر ملک اوہ سے اس کونسل کے واسطے منتخب کیے گئے تھے تاکہ اہل اوہ کی طرف سے جو کچھ کہنا ہو کہیں۔ اتفاقاً اُن کی رائے مضامین مندرجہ مسودہ مذکور کے خلاف تھی۔ یہ حال ظاہر ہو گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کی گورنمنٹ کے ایک سکریٹری صاحب نے اسے کہا کہ کیوں صاحب نے سنا ہے کہ آپ قانون لگانا اوہ کی نسبت سرکار کے خلاف رائے دیا چاہتے ہیں۔ آپ نہیں جانتے کہ آپ کی حالت موجودہ سرکار کی بخشی ہوئی ہے اور آپ بالکل سرکار کے بنائے ہوئے ہیں آپ کو یہ جو صلہ ہوا کہ سرکار کے خلاف رائے دینا جو وار جوا ایسا کیا۔ فقط۔ یہ ممبر آزاد منش تھے ایسی باتیں نہ سن سکے اور لفظ لائیں صاحب کی خدمت میں گئے ان کے زار نالے کیے اور سب واقعہ بیان کیا۔ ہمارے سر الفرڈ لائیل صاحب کا مسند پر آج ہونا آپ سب جانتے ہیں اگر کاش آج وہ یہاں ہوتے تو غالباً آتش نفاق اس ملک میں اس قدر نہ پھیلتا۔ ہر الفرڈ لائیل صاحب نے فرمایا کہ جن سکریٹری صاحب نے آپ سے یہ کہا انکو کہا سرکار کی طرف سے نہیں کہا جو کچھ انہی طرف سے کہا ہوگا سرکار ہمیشہ یہ چاہتی ہے کہ ممبران کونسل اپنی رائے آزادانہ ظاہر کریں فقط اسقاطیہ کے بعد بھی وہ عالی فطرت آزاد طبع ممبر ہری بدھمتی سے اتفاقاً سر ایک کونسل نہ رہ سکے اور نتیجہ جو کچھ ہوا وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ اب فرمائیے ایسی کونسل سے کیا فائدہ اور اگر کانگریس ان نقصانوں کی اصلاح دہاتی ہے تو کیا برا کرتی ہے۔

ملک برہما پر سرکار نے قبضہ کر لیا اور اس ملک پر قبضہ کرنے میں اور وہاں کے انتظام میں اس قدر ضرورت اور ہوتا ہے کہ سرکار کو انکم ٹیکس لگانا پڑا اور ملک کا محصول بڑھانا پڑا جو کوئی معلوم نہیں ہے کہ کیا وہاں اور دلائل سرکار کے روپر تھے جنکی بنا پر ملک برہما پر قبضہ کرنا مناسب سمجھا گیا لہذا انکو اس پر ہر دفعہ نہیں ہے کہ سرکار کی اس سے پراعتراض کریں لیکن اس قدر ضرور کہ یہ ملک میں کیا کہ بجایا ہے ہندوستان میں سے کسی شخص کی رائے کو اس معاملہ میں ذرا بھی دخل نہ تھا۔ اور جہاں تک پچھری میں آسکتا ہے وہاں تک ملک برہما کے لینے اور نہ لینے سے ہندوستان کو کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آتا۔ بالانہیمہ جملہ اخبارات جیسے رجا

و انظام ملک مذکور ہندوستان کے خراج گزاروں کے سر پر ہے انگلستان نے کوئی جزو ان اخراجات کا دینا  
گوارا نہ کیا حالانکہ اولاً بالذات اس میں منفعت انگلستان کی تھی کیونکہ ملک برہما میں خراج کی بدخلت کی  
وجہ سے انگلستان کی بات میں فرق آتا تھا اور ہندوستان کی منفعت اگر کچھ تھی تو ثانیاً بالفرض کیونکہ جس  
قوم کا تابع یہ ملک ہے اس قوم کی بات میں فرق آتا اس ملک کی وقعت میں بھی کچھ خلل ڈال سکتا ہے  
بجائے اس کے آسٹریلیا وغیرہ کی حفاظت کے واسطے جو جنگی جہانوں کی بڑا تیار ہونے کا حکم دیا گیا اور بحری فوج  
مترتب ہونے کا فرمان صادر ہوا اس سے اولاً بالذات منفعت ملک آسٹریلیا وغیرہ کی ہے اور ثانیاً وہ ان میں  
انگلستان کی منفعت ہے لیکن اس نظام کے اخراجات کا جزو کثیر انگلستان ادا کر لگی۔ اس اختلاف کی  
کیا وجہ ہے تھوڑے غور سے معلوم ہو گا کہ الکی وجہ صرف یہ ہے کہ ملک آسٹریلیا وغیرہ میں رعایا کی راسے کو  
انتظام ملک میں داخل ہے مگر یہاں نہیں ہے۔ بھلا صاحب یہ بھی مان لیا کہ ہندوستان ہی کو کل خرچ  
برہما کا ادا کرنا چاہیے لیکن بادشاہ برہما کے جواہرات وغیرہ کس کو لینے چاہیے صاحب اس کا جواب دینے میں ہم  
بہت ڈرتے ہیں کیونکہ آج کل سچ کہا اور غضب سچا جگمگا کام خوشامد کرنا ہے وہ الفاظ سے دوسرے معنی ہی  
نہیں پیدا کرتے بلکہ خیر سے الفاظ بھی بدل دیتے ہیں لہذا ہم بھی کہیں گے کہ جواہرات زیور جاذبی سونے کے  
برتن سفید نا تھی اور سب دولت انگلستان کو لینی چاہیے۔ لیکن خیر یہ سب چیزیں خزانہ انگلستان میں  
جمع ہوں یا خزانہ ہند میں اس کی کیا ضرورت ہے کہ یہ راز ظاہر کیا جائے حاکم وقت نے جو چاہا سو کیا رعایا۔  
کون ٹکس چاہی کیا تو رعایا کیوں نہ دے۔ ہندوستان کی رعایا کا کام تاکہ جوڑنا اور خوش ہونا ہے۔  
نثرانا او باچی تکلیف کو سر کا کے روپر و ظاہر کرنا اس کا کام نہیں ہے۔ خیر کیا ہندوستان کے شیخ ساد  
مواخواہ رعایا ٹکس دینا بھی منظور کر لگی لیکن ضرورت بھی تو ثابت کیجئے۔ کمولین ہے کہ اس مجمع میں  
ایک شخص بھی ایسا ہو گا کہ ضرورت اشد ثابت ہونے کی حالت میں اس انکم ٹکس سے زیادہ محصول  
دینے میں بھی آفت کہے۔ لیکن ہمارے نزدیک کسی قسم کی ضرورت اس انکم ٹکس کی کیا بلکہ اس سے کم  
ٹکس کی بھی بائہ ثبوت کو پہنچائی نہیں گئی ہے۔ گوروں کی فوج جو ہندوستان کے واسطے مقرر ہے وہ  
ایسٹ انڈیا کمپنی کے وقت میں انگلستان کی فوج سے بالکل علیحدہ تھی مگر اب علیحدہ نہیں ہے۔  
فوج میں گورے بہت تھوڑی مدت کے واسطے بھرتی ہوتے ہیں بعد اُس مدت کے ان کا نام کاٹ دیا جاتا  
اور ان کے بجائے گورے بھرتی ہوتے ہیں انگلستان کے واسطے اس میں سراسر نفع ہے کیونکہ رفتہ رفتہ  
تمام قوم سپاہی ہو جائیگی لیکن غور کے قابل یہ بات ہے کہ ہندوستان پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اگر اجازت  
دیکھیے تو سچ کون۔ لیکن اس زمانہ میں سچ کہنا بہت بڑی چیز ہے۔ اگر آپ کو سچ سننے کا شوق ہے تو سچ تو  
یہ ہے کہ ہندوستان کے واسطے یہ طریقہ کیا ہی تھا ہی ہے غضب الہی ہے خد بلشیں ولایت سے یہاں آئیں  
تھوڑی مدت تک یہاں رہیں بعد ازاں ولایت بھیج دیں لیکن اور ان کے بجائے اور بلشیں آئیں  
یہ آئے جانے کا سلسلہ ہر سال لگا رہتا ہے۔ اور اس میں بے انتہار دوسرے ہوتا ہے۔ دوسرے کم سن  
لوٹے فوج میں بھرتی ہو کر آتے ہیں جو ویسا کام ہرگز نہیں دیکھتے جیسا کارآمد دوسرے سپاہی دیکھتے ہیں

اور اس وجہ سے شاید انگریزی ملٹون کی تعداد بھی کچھ زیادہ کی گئی ہو اگر بیطرقتہ ہندوستان کی واسطے مرعی نہ رہے بلکہ کمپنی کے وقت کا طریقہ جاری کیا جائے اور ہندوستان میں جو گورنر کی فوج رہتی ہو انگلستان کی فوج سے علیحدہ کر دیا جائے تو فوج کے خرچ میں تخفیف کثیر ہو اور ہندوستان کا خرارج غیر انکمیکس اور بغیر اضافہ محصول نمک کے کل خرارج اس قدر کم ہو کہ واسطے مانتی ہو کہ گورنر منتا ہی یہاں محصول دیتے دیتے جان جاتی ہو لیکن ولایت کے حکام فوج کی کان پر جون نہیں دیتی پیشہ جو کہ ولایت آتا تھا اس پر محصول لگتا تھا اول اس ذریعہ سے ریکارڈ رقم کثیر ملتی تھی۔ یہ محصول موقوف کرو گیا اور وہ چھ ہندو کی کا جزو کثیر کم ہو گیا اگر محصول موقوف نہ ہوتا تو غالباً نمک کا محصول بڑھانے کی ضرورت نہ پڑتی نہ کہلے کے محصول کی موقوفی کی وجہ سے یہ کہ جسے موت اور کفر سے بنانے کی کل ہندوستان کے مختلف مقامات میں جاری ہوئی ہو اس وقت سے ولایت کے کل دوسلے یہ کہتے تھے کہ انکا بہت نقصان ہوتا تھا کیونکہ ہندوستان میں جو کثیر اور سوت بننا ہوا اس پر محصول لگنا ناممکن تھا لہذا ولایت کا کثیر جب محصول لگتا تھا اس محصول کی وجہ سے خواہ خواہ زیادہ گران پڑتا تھا پس ولایت کے کل دوا یہ کہتے تھے کہ ولایت کی تجارت اس سے نقصان ہو۔ اسی وجہ سے یہ محصول موقوف ہو گیا مگر مقام غور یہ کہ ہر قسم کا کثیر ہندوستان میں نہیں بنتا۔ صرف موٹا کثیر میان کی کلون سے بنتا ہے۔ اگر اس قسم کے ولایتی کپڑے پر محصول معاف کر دیا جاتا تو کثیر گنجایش بخشتی لیکن اور قسم کے کپڑوں پر خصوصاً باریک سوتی اور ریشمی کپڑوں پر محصول معاف ہونا خلاف عقل ہے۔ اس قسم کا کثیر اگر عیون کے افعال میں نہیں آتا اور جو لوگ بمقدور ہیں تاہیں اس قسم کا محصول لگانا عیبا نہیں ہو علاوہ اسکے ہندوستانی ریاستوں کے آدمی بھی ایسا کثیر استعمال کرتے ہیں یہ محصول اسے بھی گویا وصول ہوتا چونکہ سلطنت انگریزی کی خوش انتظامی سے روسا و ہندوستان کی رعایا بھی فائدہ اٹھاتی ہے لہذا اس رعایا پر اس قسم کا بار قائم کرنا نامناسب ہوتا اور مرکا انگریزی کی رعایا سے خرارج گذار کا بار کچھ کم ہو جاتا لیکن ہندوستان کے نفع و نقصان کچھ نظر نہیں کی گئی۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ انگلستان میں دو فریق ہیں ایک کے کام لبرل اور دوسرے کا کٹرویشم کچھ ایک فریق سے وزراء شاہی منتخب ہوتے ہیں اور کبھی دوسرے فریق سے۔ جس فریق کے ممبر پارلیمنٹ میں زیادہ ہوتے ہیں اسی فریق کے آدمی وزراء شاہی مقرر کیے جاتے ہیں پس ممبران پارلیمنٹ کے واسطے ہر فریق کے رعایا کی دوا یعنی رائے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر فریق اس غرض سے چاہتا ہے کہ وہ ان کی رعایا اس سے خوش رہے۔ اسی خیال سے بیشتر ایک فریق نے اپنے عہد حکومت میں کم قیمت کپڑوں کا محصول معاف کر دیا اس پر فریق ثانی بہت اعتراض کیا لیکن پارلیمنٹ کی کثرت رائے اس وجہ سے اس فریق کے خلاف ہوئی کہ فریق مذکور کے ممبر پارلیمنٹ میں کم تھے۔ پھر وہ زمانہ آیا کہ فریق اول مغزول ہوا اور فریق معتزل کو حکومت ملی سامید یہ بھی کہ کپڑے کا محصول پھر بدستور ہندوستان میں جاری ہو جائیگا اور اگر وہ محصول پھر جاری ہوتا تو اس میں کسی کو شک نہ تھا کہ جب قدر محصول معاف نہیں ہوا تھا وہ ضرور قائم رہیگا لیکن معلوم ہوا کہ یہ رائے بالکل غلط تھی۔ چونکہ اس فریق میں یا تھا وہ ہندوستان کے فائدہ کے واسطے دراصل نہ تھا بلکہ فریق مخالف کی عداوت سے تھا۔ اگر فریق معتزل ولایت کے کل والوں کو راضی نہ رکھتے تو ان کے ووٹ آئندہ پھر کان ملنے اور کپڑے کے تاجروں کی خواہ بعض اضلاع انگلستان میں بہت زیادہ ہو لہذا انھوں نے رائے اس محصول بھی معاف کر دیا۔ اس پر وہاں کی رعایا سچا سچ ہوا اور کئی ہر سجدہ اللہ علیہ السالین الاول ولایت کے نور بافرق کامصلحت میں

فائدہ ہو گیا اور ہندوستان کی رعایا سے ذمہ دہر محصول سے بھی لیکن غریبوں پر اضافہ محصول نہایت زیادہ پڑ گیا مگر کسی کو کیا غرض کہ ان باتوں پر پرمحاط کرے۔ کام اپنے مطلب سے ہو۔ ولایت کی رعایا خوش رہ سکی تو پھر بھی اسکی دوٹ یعنی راسہ حاصل ہو سکیگی۔ ہندوستان کی رعایا خوش رہی تو کیا اور ناخوش رہی تو کیا۔ اگر رعایا کی راسہ کو انتظام ہندوستان میں دخل ہوتا تو یہ دقیقین پیش نہ آتین۔ حضرت جو طریقہ معاہدہ بین کانگریس جانتے ہیں کہ سرکار اختیار کرے اسمین بڑی عمدگی یہ ہے کہ گوانسل کے ممبروں کو اختیار ہو گا کہ انتظام سلطنت کے متعلق جیل مر کی نسبت چاہیں سوال کر سکیں۔ اسمین دو خوبیاں ہیں ایک خوبی تو یہ ہے کہ اگر اہلکاران سرکار یہ سمجھیں کہ ایسے سوالوں کے جواب دینے بڑے تھکے تو بہت سوچ سمجھ کر رد کر دینگے اور اسی وجہ سے بہت سی قباحتیں رفع ہو جائیں گی۔ اہو من مانی کھ جانی ہے جو چاہا سو کیا لیکن یہ یقین ہو جائے کہ جس اسے پر عمل کیا جاتا ہے اس کے حق و قبح پر بھی بحث ہو سکیگی اور وجہ اس اس کی بیان کرنی پڑے گی تو ایسے ویسے کام میں ذرا تاہل زیادہ ہو گا۔ دوسری خوبی اسمین یہ ہے کہ اگر سرکار کی کسی کارروائی کی نسبت رعایا کو کچھ غلط فہمی واقع ہو تو سرکار کسی ایسے مجاہد سے جو موافق سرکار ہو امر مذکور کی نسبت سوال پیش کر سکتی ہے اور اس حالت میں سرکار کو غلط فہمی رفع کرنے کا بہت عمدہ موقع حاصل ہو سکتا ہے۔ سرکار اور رعایا میں اختلاف راسہ کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ رعایا کو حالات صحیح معلوم نہیں ہوتے اور سرکار کو رعایا کی اہلی راسہ معلوم نہیں ہوتی۔ اس طریقے سے ان دونوں قباحتوں کی اصلاح ممکن ہے۔ ان تھیلوں سے آپکو معلوم ہوا ہو گا کہ یہ طریقہ رعایا کے حق میں ضرور مفید ہے اور دیگر فقرات اخیر سے یہ بھی مستنبط ہوا ہو گا کہ سرکار کا بھی اسمین فائدہ ہے۔ رعایا کی اہلی راسہ معلوم ہونی بادشاہ وقت کے واسطے ہمیشہ بہتر ہے اور رعایا کو اہلی واقعات معلوم ہونے سے اس بات کی امید ہے کہ سرکار پر جو اعتراض کیے جاتے ہیں وہ کم ہو جائیں۔ رعایا اور فرمانروا وقت کی راسہ میں اختلاف کا ہونا اور رعایا کی طرف سے بادشاہ کی کارروائی اعتراض کا پیش ہونا ہر وقت اور ہر حالت میں کام سلطنت کا باعث ہے۔ ہمارا ہی سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے سند طریقہ کو کوئی شخص طرح تبراکہ سکتا ہے بلکہ حیرت ہے کہ اسکے فوائد سے کوئی شخص کیونکر اپنی آنکھیں بند کر سکتا ہے۔ اسکو برا کہنا آفتاب بر خاک ڈالنی ہے لیکن آفتاب بر حقیقت چاہو خاک ڈالو اسکی روشنی کم نہیں ہوتی۔ اسی طرح کانگریس مخالفین جو چاہیں سو کہا کریں اسکی خوبی میں کمی نہیں آ سکتی اور اہلی راسہ کی تعریف نہیں ہو سکتی۔

قیمت سنگ نیفر اید و زر کم نشود

اب ہم دشمنوں کے اعتراضات اور اس کے جوابات عرض کرتے ہیں۔ بلکہ سخت افسوس ہے کہ ایسا اختلاف کیوں ڈالا اور بغیر سمجھے بوجھے محض نفسانیت سے ایسا فساد کیوں برپا کیا۔ ہمارے نزدیک اتفاق عجیب چیز ہے جس ملک کی ترقی ہوئی ہے اتفاق سے ہوئی ہے اور اتفاق سے ہمیشہ ترقی کی بڑی کمی ہے۔ دولت ہمہ ز اتفاق خیر زد

بے دولتی از نفاق خیر زد

جو شخص ہندوستان کو اپنا وطن سمجھے اسکے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہو سکتی کہ ہندو





اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ تاریخ مذہب اسلام سے واقف نہیں ہیں۔ عہد حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ان کے بعد کے بعد یہ طریقہ برابر جاری تھا کہ جب کبھی کسی مملکت فوج اسلام نے حملہ کیا تو قبل جہاد اس ملک کے آدمیوں سے کہا کہ دین اسلام قبول کرو۔ اگر انھوں نے نہ مانا تو کہا کہ جزیہ دو اور جاری حکومت قبول کرو اور جب انھوں نے جزیہ دینا قبول کیا تو وہ تابع حکومت اسلام ہوئے اور ذمی کہلائے۔ ذمیوں اور مسلمانوں کے حق میں کبھی بہت فرق نہ تھا۔ بلکہ نکاح وغیرہ بہت سے امور میں ذمیوں کے واسطے ان کے مذہب کے احکام جاری ہوتے تھے بلکہ ان تک کابل وغیرہ میں ہندو موجود ہیں اور ان کے ساتھ دہی طریقہ مہرعی ہے جسے آج تک کبھی نہیں سنا کہ ابتدا سے اسلام سے ان تک ذمیوں کے ساتھ امور غیر مذہبی میں مخالفت کرنے سے کوئی مسلمان کا فرسوجا ہے۔ ہندوستان کے ہندو یقیناً ذمی ہیں۔ یہاں ہندو تسلطت اسلام ایک وقت میں بھی ساوہندوؤں سے محصول لیا جاتا تھا۔ کیونکہ صاحب اگر مسلمان اپنی سلطنت میں قائم رکھ سکے تو بھی اسے ہندوؤں کی حالت کیوں زیادہ بری ہو جائے اگر سلطنت اہل اسلام کے زمانہ میں قائم رہے تو اس سلطنت کے زوال کے بعد ہم ذمیوں سے کیوں بری ہو گئے۔ عقل میں تو یہ بات نہیں آسکتی لیکن عقل چمکتی ہے کہ پیش مردان بیاید۔ تمام دنیا کو اہل اسلام نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک حصہ کا نام دارالاسلام اور دوسرے کا نام دارالحرب ہے۔ دارالحرب میں وہ مقامات داخل ہیں جن کے ساتھ سلطان اہل اسلام کو بغاوت اور باقی مقامات دارالاسلام میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان کیا تمام دنیا کے مسلمان یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہندوستان دارالحرب میں شمار کیا جاتا ہے اس صورت میں ہمارے کوئی ایسا قاعدہ دین اسلام معلوم نہیں ہے جس سے ہندوؤں کے ساتھ غیر مذہبی امور میں مسلمانوں کی شرکت منع ہو۔ اور ہمارے مخالفین بھی کوئی سند کتابی ایسی پیش نہیں کرتے جس سے ان کا دعویٰ مان لیا جائے۔ علاوہ اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ جسے سلطنت اسلام ہندوستان میں قائم ہوئی اس وقت ایک ایسی بری تباہی کہ جو مذہبی امور کے ہندو مسلمان آپس میں برادرانہ ارتباط رکھتے ہیں۔ سلطنت مغلیہ میں بجز عہدہ وزیر اعظم کے اور جگہ عہدہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ ہندو پاسکتے تھے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو ملکی اور غوجی اعلیٰ عہدوں پر مامور تھے بلکہ ہندو افسر بادشاہ کی نظر ہندوؤں کے ساتھ لڑنے کے واسطے بھیجے جاتے تھے اور ان کی ماتحت فوج کثیر ہوتی تھی۔ اور وہ میں بھی جب تک شاہی حکومت تھی اس وقت تک سوائے وزیر اعظم کے عہدہ کے اور ہر قسم کے اعلیٰ عہدوں پر ہندو مقرر نہ ہوتے تھے بلکہ بعض عہدہ ایسے تھے جن پر مسلمانوں کا مامور ہونا کبھی سنا بھی نہیں گیا جس صیفہ کو زبان انگریزی میں نائٹ کہا جاتا ہے میں اس کی وزارت ہمیشہ ہندوؤں کو ملی ہے۔ ایسا ہی رواج آج تک حیدر آباد کن و میسور و بیروڈہ و حیدر و سہ پور و آملپور و امپور و بھوپال و ٹوناک وغیرہ میں ہے۔ کیونکہ صاحب عہد شاہی میں جب ہندو کہیں گارہوتے تھے تو ہندو مسلمانوں کے اور مسلمان ہندوؤں کے شریک نہیں ہوتے تھے۔ اسی حضرت نیرارون ہندوؤں نے مسلمانوں کی آبرو کے واسطے اور نیرارون مسلمانوں نے ہندوؤں کی آبرو کے واسطے اپنی جان بیچی اور پھر ہمارے مخالفین یہ کہتے جاتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں میں ربط نہ تھا اور نہ ہونا چاہیے۔ یہ کتنا کہنا ہے سلام تعذیب اور سختی پر ہر محض زبان ہے۔ اس سے بڑھ کر مذہب اسلام کی بڑائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ بجز

قتل اور لڑائی کے غیر قوم کے ساتھ اس مذہب نے کوئی امر جائز نہیں رکھا۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ یہ عقیدہ جیسے نہ سلطنت میں کوئی فوجی اعتراض وارد ہوا اور نہ حال کے طریقہ سلطنت کی رو سے کوئی ایسا اعتراض وارد ہو سکتا ہے ایسا امر کب جائز رکھتا مگر چند خود غرض آدمی خوشامد کے واسطے یا اپنی شیخی کے سبب نہیں اسلام اور یہاں نوں کو بنام کرتے ہیں۔ ع۔ بدنام کنندہ نکلوانے چند۔

یہاں تک تو سب سے عام ہونا و کا بیان کیا۔ اب ہم یہ دکھایا جاتا ہے میں کہ کانگریس کے مخالفین اپنے قول پر عمل کرتے ہیں یا نہیں۔ کیا مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ایک کونسل کے ممبر نہیں ہیں کیا انہیں ہی مجسٹریٹوں کی بنچوں میں ہندو مسلمان شریک نہیں ہوتے کیا ہندو ڈپٹی کلکٹر کے حکم کی تعمیل مسلمان تحصیلدار نہیں کرتے کیا مسلمان نصف ہندو جج ماتحت کے فیصلہ یا اپیل کو اس مقدمہ میں جسکو بصیغہ ابتدائی آن نصفوں نے خود فیصلہ کیا ہو تسلیم نہیں کرتے۔ کیا شاہی عجمی میں ہندو مسلمانوں کے ساتھ اور مسلمان ہندوؤں کے ساتھ شریک نہیں ہوتے کیا مرثیوں اور مولود شریعت کی مجلسوں میں ہندو نہیں آتے پاتے۔ کیا ہندوؤں کے مذہبی مجمع میں مسلمان شریک نہیں ہوتے بھلا یہ کون کہتا کہ ہندو ہوتے صرف وہی کیگا جسکے واسطے اللہ جل شانہ فرماتا ہے **مَنْ شَهِدَ عَلَىٰ نَفْسِهِ يَكْفُرْ** اور علی البصائر **هَسَمَ خُشَاوَةً** یعنی اللہ نے اسکے دلوں پر اور اس کے کانوں پر چھ کر دی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے ملاحظہ فرمائیے کہ سید احمد فرماتا ہے کہ مسلمان مجھے کافر کے ساتھ ایک کونسل کے ممبر ہیں جناب منشی امتیاز علی صاحب انجمن اہل قداان اور دھ کے ہر جلسہ میں شریک ہوتے ہیں حالانکہ اس کے اکثر ممبر ہندو ہیں پھر فرمائیے چارے مخالفین ایسے لغو اعتراض کیوں کرتے ہیں۔

واعظان کین جلوہ بر محراب و مبر سیکند  
شکلے دارم زد انشد مجلس باز ہیں  
چون بخلوت میر وندان کار دگر می کنند  
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

گوئیاباور سے داند روز داوری  
کین مہر قلب و دخل در کار داوری

شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اور طرح سے شریک ہوں تو ہوں لیکن کانگریس میں ہرگز شریک نہیں ہو سکتا  
کیا وجہ۔ کانگریس کے نام میں کچھ جا دو ہے۔ آپ کانگریس سے اس قدر کیوں بیزار ہیں۔ اسکا جواب کوئی نہیں دیتا  
کانگریس کا لفظ زبان سے نکلا اور انکھیں ٹپھکیں رنگ چہرہ مرج ہو گیا منہ سے کت نکلتے نکلا۔ صاحب سقد  
طیش کیوں ہے۔ اتنا غصہ کیوں ہے۔ کیا کہا کیا کہا جواب کون دے۔ اب تو جھڑپ سے ونا بیاب میں آگے۔ شاید  
زمین میں یہ ہو گا کہ ابتدا میں سے شورہ کیوں نہ کیا۔ ہکو تمام کانگریس کا پیشوا کیوں نہ بنایا۔ دوسرے کے پیچھے  
یہ کیوں نکلا۔ کہ بغیر چارے ہو جو ملک کی نئی فکر کر سکتے ہیں اگر کیے کہ صاحب خطا ہوئی معاف فرمائیے اب  
آپ پیشوا بن جائے۔ تو نہیں مانتے آپ تو جلسے میں نہیں جاتے اور اپنے آگے سے باہر ہوتے جاتے ہیں۔ کانگریس  
لفظ کیا منہ سے نکلا کہ آفت آئی تو نازل ہوا۔ شکر کا کہ کانگریس تو نفسانیت سے بڑی ہے یہ تو بارہ اپنی ذاتی  
نمائش نہیں چاہتے۔ ہو جو ملک کی فکر میں ہیں اگر خدا اس آفت و قسرت عفو فرمائیے۔ آفت باور تو تیرا ہی



اسکے رسول میں فقط جب تک اس طرح اعتقاد درست نہ ہو کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ افسوس ہے کہ بعض مخالفین کا نگاہ جسے شاید مخالفت کہل ابتدا ہوئی ہو ان اعتقاد انتہائی گہرے سرکار نہیں رکھتے۔ یہ تو مشتبہ ہے کہ اللہ کے قابل میں یا نہیں لیکن اور اعتقادات کا ان سے مفقود ہونا یقینی ہے۔ فرشتوں کے وجود سے انکار۔ وحی کے قابل نہیں۔ نبوت اور کتب آسمانی سے انکار۔ قیامت کے دن کا اعتقاد نہیں۔ کلام اللہ کے معنی نے ایجاد کیے۔ جناب پیغمبر آخر الزمان کی نسبت جو اہل اسلام کا عقیدہ تیرہ سو برس پہلے وہ بالکل بدل دیا گیا پھر فرمایا کہ اسلام میں کیا باقی رہا۔ سہ

گر مسلمان ہی ہمیں است کہ حافظ دارو  
و اسے اگر ازیے امر و زبود فردا کے

حضرت جس شخص کے اعتقاد کا یہ حال ہو اگر وہ خود پیشتر کبھی اتفاقاً مسلمان رہا ہو یا مسلمان کا بیٹا ہو تو اسکو مرتد کہتے ہیں اور یہ امر علمائے اہل اسلام سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ مرتد کے نسبت شرعاً کیا حکم کر اسقدر اب کے ساتھ ہم بھی عرض کر سکتے ہیں کہ نہایت مرتد کے کا فر کے ساتھ اختلاف بدرجہا بہتر ہو اور مرتد تابع بھی مثل اسکے شمار ہو سکتا ہے سیکڑوں فتویٰ کفر کے ارتداد کے ہو گئے مگر پھر دھڑا بھی بھٹکار کے لہو جھپون پر تادیکے مسلمان کے مسلمان بنے رہے۔ اپنے آپ میں اسلام مفقودا دیوں کو کا فر کہنے کو موجود محکو افسوس ہے کہ آپ کا وقت عزیز اسقدر صرف ہوا اور میں آپ کا پیغمبر ہوں کہ آپ نے عنایت فرما کر اسقدر اطمینان کے ساتھ میرا بیان سنا اس خاص مسئلہ کی بابت زیادہ سمیع خواشی نہ کیگی بلکہ اور اسکا فیصلہ اب آپ کی رائے پر منحصر رکھا جائیگا کہ کفر کی بحث نہ یکا نیتی پیش کی گئی ہو یا نہیں۔

دوسرا اعتراض مخالفین کا یہ ہے کہ اہل اسلام کی تعداد ہندوستان میں چند ہزاروں کی بہ نسبت کم ہے لہذا اگر کو نسل واضح آئین و قانون کے واسطے ممبر منتخب رہا یا منتخب ہوں تو تعداد اہل ہندو کی بہت زیادہ ہوگی اور چونکہ ہندو مسلمانوں میں نا اتفاقی ہے لہذا اکثریت رائے ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف ہو اگر ملی اور اسوجہ سے مسلمانوں کو مصرت ہو چکی۔ فقط۔ اگر یہ اعتراض بھی مثل پہلے اعتراض کے بے بنیاد ہو لیکن ظاہراً اسکا اثر زیادہ ہوا ہے اس واسطے مناسب ہے کہ آپ بغور توجہ فرما کر جواب آسکائیں۔ دو امر بحث طلب ہیں ایک یہ کہ ممبران کو نسل کی تعداد اہل اسلام کا خوف کس قدر ہے۔ دوسرے اس کی تعداد کا نتیجہ کیا ہوگا جو قواعد کانگریس نے انتخاب کے واسطے معین کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی مقام کے باشندے دس لاکھ ہوں تو اس مقام کے واسطے تین اشخاص بطور قائم مقام غایا منتخب کیے جائیں جنکو اگر تری میں ڈیلی گیٹ کہتے ہیں (اور آئندہ اختصار کے واسطے ہم لفظ ڈیلی گیٹ استعمال کریں گے) جبکہ ڈیلی گیٹ کسی صوبہ میں منتخب ہوں گے تین ممبر سرکار مقرر کر سکتی ہو اور رعایا کے ڈیلی گیٹ اور سرکاری ممبر ملکر کو نسل کے واسطے چند ممبر منتخب کر سکتے جنکی تعداد ان منتخب کرنے والوں کی تعداد کا تقریباً دو سو ان حصہ ہو۔ مثلاً اگر کسی صوبہ میں مثل بن کے تین کروڑ دس لاکھ باشندے ہوں تو رعایا کے ڈیلی گیٹ ۴۲ ہونگے اور ۳۰ اشخاص ممبران کو نسل مقرر ہو سکتے کہ مجموعہ ان دونوں کی تعداد ۷۲ ہو۔ یہ ۱۲-۱۲ آدمی بارہ اشخاص منتخب کر سکتے ہیں کہ ہندو

عداس کی کونسل واضح آئین و قانون کے ممبر ہو سکیں۔ ان کے ساتھ گورنر مدارحہ اگر کمیٹی کو نسل یعنی کونسل  
 ملک کے سب ممبر شریک ہونگے۔ اب اگر فرض کر لیا جائے کہ نسل بارہ اشخاص منتخب شدہ کے مندوبوں کی تعداد  
 نصف یا کم از نصف ہو اور باقی ماندہ اشخاص مسلمان اور دیگر مذاہب کے آدمیوں سے منتخب کیے جائیں تو  
 اگرچہ مسلمانوں کی تعداد یہ نسبت مندوبوں کے کم ہوگی لیکن مندوبوں کی تعداد کل ممبران کی تعداد کے نصف  
 کسی طرح نہیں ہو سکتی لہذا مندوبوں کے موافق اور مسلمانوں کے خلاف کثرت سے اسے ہونی بعید از قیاس ہے  
 علاوہ اسکے کہ گورنمنٹ کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ سوائے اشخاص منتخب شدہ کے بعض ممبران کی طرف سے نامزد کرے  
 اب غور فرمائیے کہ جب سرکار کو دو اختیار حاصل ہیں۔ ایک یہ کہ منتخب کرنے والوں میں فیصدی ۳۳-۴۰ آدمی  
 سرکار کے نامزد کیے ہوئے ہوں اور دوسرے یہ کہ علاوہ اشخاص منتخب شدہ کے کونسل میں چند ممبر سرکار خود  
 نامزد کر کے تو اس کا خوف ہرگز نہیں ہو سکتا کہ شرارت سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے آدمیوں کو منتخب ہونے لگا  
 کیونکہ اگر کسی فرقہ کے آدمی منتخب کرنے والوں میں کم ہوں تو سرکار اسی فرقہ کے آدمی نامزد کر سکتی ہے اور اگر  
 اشخاص منتخب شدہ میں کسی فرقہ کے آدمیوں کی تعداد کم ہو تو سرکار اسی فرقہ کے آدمیوں کو کونسل میں مقرر  
 کر سکتی ہے پس جس قدر بحث اس بارہ کی جاتی ہے کہ اہل اسلام کی تعداد کے لحاظ سے ان کی مسفرت کا اجمال ہے  
 وہ سب فضول سی بیان اس قدر اور بجا نظر نہ آتا ہے کہ رعایا اعلیٰ المومنین کو نسل کے واسطے ممبر منتخب نہ کر سکی بلکہ  
 اس کی طرف سے جو ذیلی کمیٹ مقرر ہوئے ہیں وہ منتخب کرینگے اور یہ ذیلی کمیٹ یقیناً تربیت یافتہ ہونگے اور جو طریقہ  
 تربیت آج کل جاری ہے اس کا ایک عمدہ نتیجہ یہ ہے کہ تعصب باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ ممکن ہے کہ نسل تربیت یافتہ  
 اہل ہند کے بھی بعض اشخاص مثل ہمارے مخالفین کے خود پسند یا متعصب ہوں لیکن ان کی تعداد بالظہور  
 بہت کم ہوگی یہ فرض کر لینا کہ ہندو مسلمانوں کی مسفرت خواہ خواہ جائینگے مرنے والے ہی نہیں ہوں بلکہ  
 خلافت عقلی سے دونوں فرقے ایک ملک کے باشندے۔ انتظام ملک کی نسبت دونوں کے حقوق یکساں  
 پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسے قواعد جاری ہوں جو ایک کے مفید کیوں دوسرے کے مضر۔ عیسائی پارسی  
 وغیرہ اور فرقوں کی تعداد بہ نسبت مسلمانوں کے بھی بہت کم ہے ان کو یہ خوف کیوں نہیں ہوتا کہ مسلمان  
 ملکر یا صرف ہندو اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے ان کا نقصان کرینگے کیا ہندو یہ کہہ سکتے کہ مسلمان کس دین  
 اور قوم کے لوگ کس نہ دین کیا ہندو یہ قاعدہ جاری کرینگے کہ مسلمان ہتھیار نہ باندھیں اور قوم کے سب  
 آدمی ہتھیار باندھیں۔ سب امور ہندو ہی ان کی بحث مشکل سے ہوگی اور جو جماعت ایسے قواعد کی باندھو  
 جیسے کانگریس کے قواعد ہیں وہ ہرگز اسورندھ میں تعصب اور نفسانیت کو دخل نہیں دیکھتے سوائے اسکے  
 اگر ہندو نفسانیت کو دخل دین بھی تو عیسائی پارسی یہودی وغیرہ ان کے شریک کیوں ہونگے اور یہاں  
 یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مختلف جموں کے ہندو امور ہندو ہی میں خواہ خواہ مسلمانوں کے خلاف اتفاق  
 نہ کرینگے۔ سب جگہ ہندو مسلمانوں میں تکرار نہیں ہوا اور وہ تین سال پیشتر ہر جگہ باہدک اتفاق تھا اور یہ کہ  
 اقلیت ہے کہ اکثریت یہی اتفاق ہو جائیگا۔ عمدہ حالت سرکاری پر ہندو مسلمان سب یکہ معین ہیں  
 جس نے یہ نہیں سنا کہ حکام دیوانی و مال و موجوداری پر یہ اعتراض کیا گیا ہو کہ محض مذہب کا اختلاف کی وجہ

وہ غیر مذہب اہل معاملہ کے مقدمے بگاڑ دیتے ہوں۔ ہندوؤں کے روبرو مسلمانوں کے اور مسلمانوں کے روبرو ہندوؤں کے مقدمات پیش ہوتے ہیں بلکہ ایسے مقدمات بھی پیش ہوتے ہیں جنہیں ایک فریق ہندو اور دوسرا مسلمان ہوتا ہے۔ باوجود اہل مقدمہ کو یہ شکایت نہیں ہوتی کہ محض خلافت مذہب کے باعث آنکا انصاف ہوا نہ ہو مگر کرنے کی یہ بات ہے کہ اگر مسلمانوں کو کچھ احمالی مصرت ہو بھی تو اسکا انصاف شریک ہونے سے ہو سکتا ہے یا شریک نہ ہونے سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کے خیر خواہ بنے ہیں وہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے شریک کانگریس ہونے سے یہ وقت رفع ہو جائیگی عقل کا تو مقتضی یہ ہے کہ اہل اسلام شریک کانگریس ہوں اور ہمیشہ اس بات کا لحاظ رکھیں کہ غلطی سے یا عمدہ ایسے قواعد جاری نہ ہوں یا عین جو مضر اہل اسلام ہوں اور اگر مسلمان شریک کانگریس ہوں اور جو اختلاف کی آفت آجکل برپا ہے وہ باقی نہ رہے تو ارتباط باہمی سے انہیں ایسا آئیں پیدا ہوگا کہ جس نزاع اصل یا خیال کے سبب سے مسلمانوں کی مصرت اندیشہ ہو وہ نزاع خود باقی نہ رہے گا پھر مسلمانوں کی مصرت کا کیا ذکر ہے۔ دوسری بات اس مقام پر یہاں سے متعلق ہے کہ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ چونکہ انگریزی خوان مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے لہذا اگر عہدہ ٹاس سرکاری پر چنڈے مامور ہونے بجلا عہدہ ٹاس سرکاری کا اس کانگریس میں کیا ذکر ہے۔ کانگریس کے رزولوشن آپ کے روبرو ہیں انہیں کہیں عہدہ ٹاس سرکاری کا ذکر بھی آپ نے دیکھا اور اگر ان بھی لیا جائے کہ طریقہ امتحان عہدہ ٹاس سرکاری سے متعلق ہوگا تو بھی ہم نہیں سمجھتے کہ مسلمان ہندوؤں سے کیوں بچھے رہ جائیں گے جب یہ دیکھا کہ ولایت جانے سے ترقی ہو سکتی ہے تو مالک مغربی و شمال سے اول مسلمان ولایت گئے اور بارشٹر ہو کر آئے۔ نائی کوئٹہ جی ضلع کی جی عہدہ ڈسٹرکٹ پیئر ٹنڈنٹ پولیس محض لیاقت کے لحاظ سے اول مسلمانوں کو ملے ہند کے مسلمان کس سے لیاقت میں کم ہیں۔

بائع مراجعہ حاجت سر و دھنوبر است  
شمشاد سیاہ پرورما از کہ کمتر است

مسٹر مدرالین طیب جی۔ انکے صاحبزادے جو سول سروس کے امتحان میں سب سے اول تھے مسلمان ممبران سول سروس جو مدراس ممالک مغربی و شمالی وغیرہ میں مقرر ہوئے۔ آنریبل مسٹر محمود شجاعی نے لیاقت اور استعداد میں کس سے کم ہیں۔ نان اینک تعلیم انگریزی کی طرف انکو توجہ کم تھی لیکن مذہب انکو توجہ بہت ہے ہر جگہ مدر سے مقرر ہوتے ہیں مسلمان اپنے لڑکوں کو بہ طیب خاطر انگریزی مدرسوں میں بھیجے ہیں ہر کو یقین ہے کہ چند روز میں یہ کسی قوم سے پیچھے نہ رہیں گے اور کیوں نہ ہو آخر یہ وہی قوم ہے جسے ایک مرتبہ تمام دنیا کو بلادیا تھا یہ وہی عالی قوم ہے جس سے تمام یورپ نے ملوہ اندھے ہیں۔ یہ وہی باہمت قوم ہے جسکے بانی مذہب نے باوجود کمی پروان کس جرات و استیاعت و لیاقت کے ساتھ مقبوضے سے دونوں میں بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا اور دین اسلام جاری فرمایا۔ جس زمانے میں نہ شریک تھی نہ گروہوں کی نہ تھی نہ ریل تھی نہ تار تھا بلکہ ہر جگہ گنہیں بھی نہ تھے حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے جا کر درہ خیبر فتح کیا مہلا کسی کے قیاس میں آسکتا ہے کہ ایسی قوم اگر کو شمش کرے تو کسی قوم سے پیچھے نہ چلائے و لا قوتہ۔



یہ بات قومی لوگ کہہ سکتے ہیں جو براہ نام مسلمان ہیں مگر وہ اصل مسلمانوں کے مارا ستین ہیں کیونکہ جہاں  
 دیکھا عقل کی بات ہے کہ جابجا کوئی شخص یہ کہتا پھرے کہ ہماری قوم بہت نا لائق ہے اس سے کبھی کبچہ نہوگا  
 اور ایسی باتیں لیکر قوم کی ہمت توڑ دے۔ ہر غیر خواہ قوم کو لازم ہے کہ اپنی قوم کی ہمت کو بڑھا دے۔  
 کوشش کرنے کی اور حصول لیاقت کی ترغیب دے لیکن یہاں تو مضرت منفعت سے کچھ غرض نہیں ہے  
 غرض نفسانیت سے ہی منہ پر سے چلبے کچھ کہیں لیکن دراصل یہ دیکھنا منظور ہے کہ ہم ایسے ہیں کہ تباہ  
 اس قدر فساد پر پا کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ فساد پر پا کرنے کے واسطے ہمت اور لیاقت بہت درکار ہیں  
 ابھی کیا ہے ابھی بہت سی باتیں بناوٹ کے اور خوب بھکا دیتے۔

بہت لوگ اپنی خوشامد دکھانے بہت لوگ اپنی حماقت جتانے  
 بہت لوگ شہرت کے ڈنگے بجانے بہت لوگ قومی مدد کے بہانے

تحصیل در غلامی کی کوشش کر سکتے  
 تمہارے بھنسانے کی کوشش کر سکتے

ان خود غرضوں سے اگر ایسی حرکتیں ہرزد ہوں تو بدنامی و تعجب نہیں ہے۔ ہاں اگر اس ملک کے پڑھے لکھے  
 شایستہ آدمی انکے دم میں آجائیں تو البتہ جا بے اخوس ہے۔ ملک کی ترقی کا مدار عثر فاع ہند کی  
 توجہ پر ہے۔ اگر جاہل کم تربیہ آدمی ایسی باتوں میں آجائے تو ہوسکتا ہے شریفوں کو ہرگز نہیں چلبے  
 کہ نفاق کا بیج بوئیں۔

کونٹا اونٹ والا جو بیکے تو بیکے کوئی اونیادھنیا جو بیکے تو بیکے  
 کونٹا کٹورا جو بیکے تو بیکے فصالی کالونڈا جو بیکے تو بیکے

شریفو تمہارا بہکنا بڑا ہے  
 تحصیل پر فقط ملکیت آسرا ہے

تیسرا اعتراض مخالفین کا یہ ہے کہ کم تربیہ آدمی کو نسل میں داخل ہو جائیگے اور یہ امر ہندوستان کے  
 حال بخاندانوں کو ناگوار ہوگا۔ پہلک سوس کشین کے چند اجلاس الہ آباد میں ہوئے تھے اور مجھ کو بھی  
 اپنا اظہار اس کشین کے آگے دینا پڑا تھا اور اس اظہار میں میں نے یہ کہا تھا کہ بہت کم تربیہ آدمی ہندو  
 اعلیٰ عہد سے نہیں ملنے جاتے۔ اکثر ممبر رین کر بیٹھے اور اعتراضات کا جواب دیتے دیتے میں تھک گیا  
 وہاں سے اگرچہ میں نے غور کیا تو میں سمجھا کہ یہ خیال بھی بڑا بے وقیاسی خیالوں میں سے ہے اور سچ ہے  
 کہ اگر ولایت کے دھنئے جلا ہے امتحان دیکر کلکٹر کشتہ ہو سکیں تو ہندوستان کے کچھ بڑے قصابیوں نے  
 کیا قصور کیا ہے بلکہ یہاں تو یہ طرہ ہے کہ جہاں کسی کچھ بڑے قصابی نے چار حرف پڑھے پس پھر اپنا نسب  
 نفوذ یافتہ، خباب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا لیکن یہ یاد رہے کہ اردال کی توقیر کانگریس کا  
 نتیجہ نہیں ہے کانگریس تو کل سے قائم ہوئی ہے اور ہندوستان کے اسراف اس سلطنت میں ہمیشہ سے اعلیٰ  
 عہد سے پائے رہے ہیں ایک سنار کو میں نے صدہ الصدور دیکھا ہے اور مجھ کو خوب معلوم ہے کہ اگر وہاں ایک

ڈپٹی کلکٹر تھا۔ ایک بڑھئی صاحب ایک بڑے انگریزی دفتر کے سر دفتر تھے۔ بعض کہاں بڑے بڑے دفاتر میں سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ ریل کے دوسرے درجہ میں ایک مرتبہ چند بنگالی میں نے بھیجے ہوئے دیکھے جب انکا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قوم کے گولی میں شملہ جاتے ہیں۔ کیوں صاحب۔ اسو اٹلے کہ لاٹھی کے دفتر میں نوکر میں آنکو وٹان جانے کا حکم ہوا ہے۔ اور کوئی بھڑکتی ہوئی نظیر سنئے گا۔ پٹواری کے ایک صاحب نے اسی کو رٹ کے جج میں بوجڑوں کو خان بہادر کا خطاب ملا ہے۔ بنارہ اور کتب فروشیں۔ اسے بہادر اور سی اسی اسی ہو گئے ہیں اب فرامیے بیچاری کا نگر میں کا گیا مقصود ہوا اور سپرکون اعتر کیا جاتا ہے۔

چوتھا اعتراض جو نہایت غور اور فکر سے بہت کچھ عقل اور ذہانت صرفت کے تراشا گیا ہے یہ کہ کانگریس پیش از وقت قائم کی گئی ہے یہ سمجھنا ذرا دشوار ہے کہ پیش از وقت کے کیا معنی ہیں۔ آجکل یہ طریقہ کو کون اختیار کر لیا ہے کہ جو کام کرنا منظور ہوا اسکو کمندیا کر پیش از وقت ہے۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ ہندوستانیوں کو عمدہ عمدہ نہ ملنے چاہئیں کیونکہ یہ تمام قوم تہری ہے۔ انکے افعال اور اخلاق ایسے نہیں ہیں کہ عالم عمدہ آنکو دیے جائیں لیکن تجربہ سے ان اعتراضات کا لغو ہونا ثابت ہو گیا اب ہندوستان کے وہیں ایک گائے جاتے ہیں جو بحث ہندوستانیوں کی ترقی کی پیش ہوئی کمندیا بات تو اچھی ہے مگر پیش از وقت ہے۔ جو پوچھا کیوں صاحب پیش از وقت کیوں ہے اسکا وقت کب آئیگا تو صاف جواب کچھ نہ دیا۔ سر بلا دیا ٹال دیا ہم کانگریس کے مخالفین سے بھی یہ ادب التماس کرتے ہیں کہ براہ مہربانی فرمائیں کہ اسکا وقت کب آئیگا۔ اکل قسم کے مدرسے جا بجا جاری ہیں یہ صوبہ میں یونیورسٹی قائم ہو گئی ہے۔ صدنا آدمی تربیت اور یونیورسٹیوں کے خطاب یافتہ موجود ہیں۔ ضلع کے حاکم اور سول اور سیشن جج ہندوستانی ہیں۔ ہائی کورٹ کے جج ہونے کی لیاقت خوب انہیں ہوا اگر آنکو سرکار کونسل کا ممبر نامزد کرے تو اپنا کام نہایت خون کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ لاٹو ڈفرن صاحب نے خود اپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ کونسل کے ہندوستانی ممبر اس لیاقت سے بحث کرتے ہیں اور انگریزی ایسی خوب بولتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوتا ہے۔ اگر یہ سب سچ ہے تو کیا وجہ کہ کانگریس قبل از وقت تھوڑا کچھ ہے۔ اسکا جواب صرف یہی دیا جاتا ہے کہ ابھی ہندوستانیوں کو ایسی لیاقت نہیں ہے کہ وہ ممبروں کے انتخاب میں جملہ نگران اور اس کام کا سچہ آنکو نہیں ہے۔ انصاف سے نہیں گذرنا چاہیے۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک اس تجربہ ہندوستانیوں کو نہیں ہے اور انگلستان کے آدمیوں سے یہ لیاقت میں کم ہیں لیکن جسوقت یہ کام شروع کیا جائیگا اسوقت ہر حال میں یہ اعتراض پیش ہو سکیگا اگر ہزار برس کے بعد بھی ہندوستان کی رعایا سرکار انگریزی سے وہ درخواست کرے جو کانگریس آجکل کرتی ہے تو اسوقت بھی یہ کہنا سچا ہوگا کہ ہندوستانیوں کو لیاقت اور تجربہ کافی حاصل نہیں ہو سکتا ہندوستانیوں کی عدم لیاقت کے معنی نہیں ہیں اسوقت تک اسکی لیاقت اور اسکا تجربہ حاصل نہیں ہو سکتا ہندوستانیوں کی عدم لیاقت کے معنی نہیں ہیں کہ ذاتی لیاقت آنکو نہیں ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ انھوں نے یہ کام نہیں کیا لہذا اب تک ان میں سے غلطی

ضروری ہوگی۔ اس نقص کا رفع ہونا بغیر عمل کے ممکن نہیں ہے لہذا جو دلیل کانگریس کے پیش از وقت ثابت کرنے کے واسطے پیش کی جاتی ہے اس سے بجائے اسکے کہ چارے مخالفین کا دعویٰ ثابت ہو درخواست کانگریس کو منظور کرنے کی ضرورت مثل آفتاب نیم روز ظاہر ہوتی ہے۔ رعایا کو ممبران کو نسل کے منتخب کرنے کا اختیار دیے جانے سے ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ انکو اس کام کا تجربہ حاصل ہو جائے اور انکی پولیٹیکل امور میں تربیت ہو اگر ہندوستان کی حالت موجودہ کا منقہ ابد انگلستان کی اسوقت کی حالت سے کیا جائے جبکہ پارلیمنٹ کی کارروائی ابتداء و ثانی شروع ہوئی تھی تو صاف ظاہر ہوگا کہ جو لیاقت انگریزوں کو اسوقت تھی وہ ہندوستانیوں کی لیاقت موجودہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے نہ انکو علمی لیاقت ویسی حاصل تھی جیسی اب ہندوستانیوں کو حاصل ہے اور نہ تجربہ ان امور کا انکو تھا کیونکہ ساری دنیا میں ایسا پارلیمنٹ پیشتر کبھی نہ تھا تو تجربہ کہاں سے حاصل ہوتا۔ عہدہ دراز تک اسکی ضرورت ہوتی تھی کہ شریف جو مثل ناظر با امین کے ایک عہدہ دار و ثانی پارلیمنٹ کے جانے کیواسطے ممبروں کو بلکھلائے اور ممبروں کی حاضری کے واسطے سمن جاری ہوتا تھا۔ بلکہ اسکی اعتراضات پارلیمنٹ کی حالت بہت عہدہ نہ تھی۔ یعنی سندھ کو تک انتخاب کے قواعد پر بخوبی عمل نہ ہوتا تھا۔ انگلستان کے امرا اور تعلقہ دار جبکو جاتے تھے بھیجتے تھے اور اس قید کا خدان کا ظنہ تھا کہ ہر ضلع اور تعلقہ سے کتنے آدمی بھیجے جائیں گے۔ عین جب قانون جدید جاری ہوا اسوقت سے البتہ انتظام اچھی طرح سے ہو گیا۔ کلیکٹیشن صاحب کے اخیر پارلیمنٹ نے جو قانون اس باب میں جاری کیا اس سے منصب انتخاب کو اسقدر وسعت ہو گئی کہ ناخواندہ جاہل آدمی تاک و وٹ دینے لگے اور اگر آپ معاف کریں تو میں یہ بھی عرض کیا جاتا ہوں کہ اس وٹ دینے کے معاملہ میں انہوں نے اب رشوت مسدود نہیں ہے۔ اگر درخواست کانگریس منظور کر لیجئے تو یہاں اس خرابی کا عشر عشر بھی ہوگا جو زمانہ سابق میں لیاقت میں تھی۔ نتیجہ اس سب خرابی کا انگلستان میں یہ ہوا کہ انگریزوں کو تمام دنیا کی قوموں میں اعلیٰ درجہ حاصل ہو گیا۔ علاوہ اسکے کانگریس یہاں پارلیمنٹ مقرر کیے جانے کی درخواست کہاں کرتی ہے اسکی درخواست بالفعل یہ ہے کہ کونسل سے واقع آئین و قانون کے ممبر رعایا کی طرف سے منتخب کیے جائیں اگر فرض کیجئے کہ سچاس ساٹھ برس بعد یہاں پارلیمنٹ بھی مقرر ہو تو اسوقت تک انتخاب کے اس طریقہ سے جسکا اجرا کانگریس فی الحال چاہتی ہے پارلیمنٹ کی کارروائی کی لیاقت ہندوستانیوں کو بخوبی ہو جائیگی جبکہ اختیارات قانون کی رو سے ہندوستانیوں کو لارڈز میں صاحب کے وقت سے عطا ہوئے ہیں انکا اس خوبی سے عمل درآمد ہوا ہے کہ دشمنوں کو اعتراض کا موقع بہت کم ملا ہے۔ لارڈز اور ایسب کی اخیر رپورٹ مینوفیل کیشن کی بات ایسی ہے کہ ہندوستانیوں کو اس کہنے کی حرات ہو سکتی ہے کہ جو دشمن شروع میں ہندوستانیوں پر عدم لیاقت کا اعتراض کرتے تھے انکا نتیجہ گویا بند ہو گیا۔ تو پارلیمنٹ مدراس کی رپورٹ بھی بہت عہدہ ہے اور اس میں درج ہے کہ ابتداء میں یہ خوف تھا کہ بعض محصلوں کو ہندوستانی ممبر ہند نہ کر نیلے اور موقوف کر دینگے لیکن جب خود انکو کام کرنے کا اختیار ملا تو انہوں نے

وہ حصول قائم رکھے اور دینا تک ہر کوئی معلوم ہو کہ لوکل بورڈوں کی کارروائی پر بھی کوئی قوی اعتراض  
پیش نہیں کیا گیا ہو۔ اگر مینو نیل کمیٹی اور لوکل بورڈوں کی کارروائی قابل تعریف ہو تو کوئی وجہ نہیں  
کہ کانگریس پریش از وقت ہونے کا اعتراض عالم کیا جائے۔ انگلستان میں پہلے پارلیمنٹ قائم ہوا۔  
اور اسکے معقول انتظام کے بعد لوکل سلف گورنمنٹ کا قاعدہ ومان جاری کیا گیا ہندوستان میں  
پہلی لوکل سلف گورنمنٹ کا قاعدہ جاری کیا گیا۔ اس وقت تمام ملک میں آفت سی مچ گئی۔ ہندوستان کے  
دشمن کئے گئے کہ یہ قاعدہ جاری ہوا اور تباہی آئی ہندوستانیوں کو اختیار ملا اور انھوں نے سارا کام  
درجہ بہ درجہ کیا لیکن خداوند کریم نے بڑی عنایت کی کہ دشمنوں کو شرمندہ ہونا پڑا نہیں صاحب معاف و بجا  
میں نے غلط کہا شرمندہ ہونا کسا و مان تو شرم چھو بھی نہیں گئی ہر انکا عمل تو اس مثل پر ہے کہ قاضی خاں  
بہت برا یا پرچہ نہ مارے۔ اب جو دیکھا کہ جو خرابیاں بیان کی جاتی تھیں وہ وقوع میں نہیں آئیں تو جھٹ  
کنے لگے کہ یہ بات خلاف امید طور میں آئی۔ بھلا صاحب کیا ایک مرتبہ تجربہ سے آپ کی غلطی ثابت ہو گئی تو اب  
اس قدر اپنی رائے پر اصرار کیوں ہے۔ اس قاعدہ کو چند روز کے واسطے تو جاری ہونے دیکھے۔ دیکھیں  
آپ کی رائے صحیح ہے کہ ہماری۔ اسکا جواب کوئی کچھ نہیں دیتا۔ وجہ ظاہر ہی منفر سے جاہن جو کچھ کہیں مگر  
دلیں سب سمجھتے ہیں کہ یہ ہندوستانی بڑے نابکار ہیں جو کام انکو سپرد ہو گا سب کر لیتے اس واسطے اس  
مبالغہ سے بے معنی اعتراض پیش کیے جاتے ہیں۔ اصل فریبہ کراؤن یعنی لفین کو اپنی ذاتی حکومت چھوڑنے  
بڑا قلعی ہوتا ہے۔ اور دوسرے فرقہ کو نفاذیت سے نجات نہیں ہو ورنہ اعتراضات کی جو حقیقت ہو وہ  
خوب معلوم ہے۔ جب دیکھا کہ انکی قلعی کھل گئی تو چند روز سے ایک اور اعتراض پیش کرنے لگے یعنی کہنے لگے  
کہ معاوین کانگریس کا منشا یہ ہے کہ سرکار سے مخالفت کی جائے۔ مارون گھٹنا بھوسٹے آنکھ دیکھو کیوں صاحب  
کانگریس کا وہ کون سا منشا ہے جس سے سرکار کی مخالفت پائی جاتی ہے معاوین کانگریس کے الفاظ میں  
سختی نہیں ہوتی۔ کارروائی سچا طریقہ سے نہیں کی جاتی ہر مجمع اور ہر کارروائی میں یہ سب سرکار کی  
ہوا خواہی کا دم بھرتے ہیں جن قواعد کا اجرا جاتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ انگریز خود اسکو پسند کرتے ہیں  
پھر مخالفت آپ نے کہاں سے نکالی۔ جواب کو کچھ دیا نہیں جاتا آنکھیں بند کر کے کہہ دیتے ہیں کہ اصل  
منشا یہ ہے کہ کل انتظام ملک ہمارے قبضہ میں آجائے اور انگریز دراصل بدخل ہو جائیں خیر صاحب  
جو چاہیں سو کہیں زبان کسی کی کپڑی نہیں جاتی۔ اگر کوئی دلیل پیش کریں اور انصاف سے جواب  
نہیں تو کچھ عرض کیا جائے۔ مگر مخالفت کو انصاف سے کیا عرض ہے۔ ذرا غور کا مقام ہے کہ تربیت یافتہ  
ہندوستانی کانگریس میں شریک ہیں۔ انگریزی عملداری میں قائم رہنے سے انکی سراسر منفعت ہے۔ آزاد  
ریہ یہ آزادی تحریر بہتر ہے۔ یہ یونیورسٹی۔ یہ تجارت کی ترقی اور عملداری میں کہاں نصیب ہوگی  
وہ جس کے زمانہ میں حاکم اور محکوم ایک دوسرے کا منشا سمجھنے لگے ہیں اور اسوجہ سے رفتہ رفتہ پہل  
نا جاتا ہے۔ اگر عملداری بدل جائے یہ فائدہ ہی ناممکن سے جاتا رہیگا اور جو کیفیت تبدیل سلطنت کے  
ت ہوئی ہے وہ سب ہوگی۔ غارتگری خود تیزی نفاق باہمی موقوفی زراعت۔ بی حرشی ان سب

باتوں میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہ سکا۔ کیا تربیت یافتہ ہندوستانی ایسے نادان ہیں کہ اپنا نفع نقصان بھی نہیں سمجھتے۔ ہماری ملاقات کسی ایسے ہندوستانی سے نہیں ہوئی جو یہ سمجھتا ہو کہ اس ملک کے آدمی تنہا ملک کا انتظام کر لیتے یا انگریزوں کی پوری مدد بغیر غیر قوموں کے حملہ سے محفوظ رہ سکیں گے۔ ابتداً عملداری انگریزی سے سب سے بڑا واقعہ شائع ہوا تھا لیکن اُس سے بھی یہ نہیں ثابت ہوا کہ ہندوستانی بحیثیت قومی کسی زمانے میں بدخواہ سرکار تھے۔ اگر ذرا بھی غور کیا جائے تو فوراً معلوم ہوگا کہ سترہویں صدی بھاوت صرف فوج کی بغاوت تھی۔ اگر سواے اہل فوج کے اور اعلیٰ درجہ کے ہندوستانی اس میں شریک ہوئے تو وہ اُس قسم کے تھے جنکا ملک لارڈ ڈالہوسی صاحب کے زمانہ میں ضبط کر لیا گیا تھا یا ہندوستان کے فرمانروایان سابقین کے رشتہ دار تھے۔ ناٹاپشوا کا قریب دار تھا۔ رانی جھانسی کا ملک چند روزہ غیر ضبط کر لیا گیا تھا۔ نواب باندہ بھی اسی طرح حکومت سے مغول کر لیا گیا تھا۔ میرے نزدیک شائع کا بلوہ لارڈ ڈالہوسی کی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ تھا ملک اودھ ضبط کر لیا گیا۔ بلنگے وہاں کے رہنے والے تھے۔ بہت سی اراضی ان کے قبضہ میں تھی جس قدر معمول چاہتے تھے دیتے تھے جس قدر نہیں چاہتے تھے نہیں دیتے تھے اُس ملک کا ضبط کر لیا گیا لیکن کوناگوار ہوا بغاوت کا سبب نہ ہو نہ دیتے تھے کار توں کا حیلہ نہ تھا آیا باغی ہوئے اگر تمام قوم باغی ہوئی تو صرف ہشتی باورچی اور خاکروب تنگ کرنے کے واسطے کافی تھے۔ یہ سچ ہر کہ بہت سے بد معاش ایسا فائدہ سمجھ کر ٹوٹ کھسک کر نکلے اور یہ بھی سچ ہر کہ ہزاروں آدمیوں کو بجا اور بیجا انسان لکین لیکن اصل بغاوت اور ہوا اور وہ جرائم جنکی پاداش میں آنکھوں میں ملین اور میں۔ کیا آپ بھول گئے کہ ہزاروں شرفاؤں اور وسواؤ ہندوستانی کو بکراہ۔ وکے نیر خواہی ایم غدر خطاب ملے خلعت ملے۔ جاگیر ملی۔ حضرت یہ وہ ملک ہے کہ یہاں کے آدمی ہمیشہ بادشاہ پرست رہے ہیں یہ بغاوت کیا جا میں جن لوگوں نے سکھ ترین بغاوت بھی کی وہ بھی آخر بادشاہ دہلی کے پاس ہو چکے۔ نفس بادشاہیت سے ہندوستان کے آدمی علیحدہ ہو رہے ہیں۔ انکا بادشاہ اچھا ہو یا برا بغاوت یہ جانتے ہی نہیں کہ کیسی ہوتی ہے۔ کیا آپ میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو جناب ملکہ مظفر کی وفاداری اور خیر خواہی کا دم نہ بھرتا ہو جسکے دل میں تفرقہ کا نام نہیں ہے۔ جانفشانی اور خیر خواہی کا جوش نہ پیدا ہوتا ہو۔ نہیں صاحب ایک بھی ایسا آدمی نہ ہو گا۔ ہم اُن عسائیوں کو کب بھول سکتے ہیں جو ہماری ملکہ مظفر سے حال پر بند دل رکھتی ہیں اور یہ کچھ عجیب بات نہیں ہے۔ جو الطاف مازانہ جناب ملکہ مظفر اپنی رعایا پر فرماتی ہیں وہ ایسے ہیں کہ رعایا کے دل پر جو اثر ہو تھوڑا ہی۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ حضور شاہزادہ واپس دیہان تشریف لائے تھے۔ قیام ہندوستان کے زمانہ میں اور مراجعت انگلستان کے بعد جو اسے انھوں نے ہندوستان اور ہندوستانیوں کی نسبت ظاہر کیا وہ سب کو معلوم ہے۔ ایسے بادشاہ کی مخالفت رعایا کے ذہن میں کب آسکتی ہے اور تو میں کیا کہوں جو لوگ مخالفت سرکار کا الزام سمجھ لگاتے ہیں اُن سے خدا مجھے۔ مخالفین کے اعتراضات کا خزانہ اب خالی ہو گیا۔ آ۔ کوئی اعتراض باقی نہیں رہا جسکا جواب دیا جائے۔ کانگریس کے ہمدردوں کو اس مخالفت سے بچاؤ رنج کے خدویشی کا موقع ہے۔ اول تو اس مخالفت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کانگریس میں کچھ نقص نہیں ہے کیونکہ جس قدر

اعراضات اچھے مے مخالفین کے ذہن میں آئے انکے پیش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اگر  
اور کوئی اعراض ہو سکتا تو ہمارے دشمن درگزر نہ کرتے جو اعراضات وہ پیش کرتے ہیں انکی کیفیت آپ  
شن چکے۔ اعراضات کا ضعف عملی کانگریس کو ثابت کرتا ہے۔ دوسرے اس مخالفت کی وجہ سے  
اس ملک کے آدمی مقاصد کانگریس سے ایسے واقف ہو گئے کہ بغیر اس مخالفت کے وعدہ راز میں بھی  
اس قدر واقفیت کی امید نہ تھی۔ یہ سچ ہے کہ مخالفین نے طریقہ نامحسوس اختیار کیا ہے لیکن اس سے  
ہمارے بہت مضرت نہیں ہے انکی قلعی کھل گئی اور رہا سہا پر وہ بھی تھوڑے دن میں اٹھ جائیگا اور  
ہندوستان اس میں پھر شیر و فیل ہو جائیگا چند روز کے واسطے جس قدر بدنامی چاہے کوئی حاصل کرے  
اس ملک کے آدمی اپنا نفع نقصان ضرور سمجھیں اور آخر کار منافقین ہی شرمندہ ہوں گے۔

میان دو کس جنگ چون آتش ست سخن چن بد بخت میرم گمش ست  
کنڈا میں و آن خوش دگر بارہ دل وے اندر میان کو رکت و جھل  
اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ جھوکامیابی کی امید کس قدر ہو سکتی ہے۔ کانگریس کی کامیابی دو امر پر  
موقوف ہے ایک اسکے معاونین کی کوشش پر دوسرے اہل ولایت اور سرکار کی راہ پر۔ اسپین  
کوئی شک نہیں ہے کہ معاونین کانگریس حتی الوسع ہر طرح سے برابر کوشش کرتے ہیں۔ تمام ہندوستان  
چند حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حصہ کے واسطے ایک کمیٹی معین ہے جسکا نام اسٹینڈنگ کانگریس  
کمیٹی ہے۔ اس کمیٹی کا تقریباً ہر سال ہوتا ہے اور سال بھر تک جلد امور متعلقہ کانگریس کا استعمال و نظام  
اسکے سپرد رہتا ہے۔ سال کے آخر میں جو کانگریس ہوتی ہے اسکے واسطے رہائی کے جلسے اس کمیٹی کے ذریعہ  
ہوتے ہیں اور ڈپٹی گیٹ منتخب کیے جاتے ہیں جس جزو ہندوستان کے واسطے ایک اسٹینڈنگ کانگریس  
کمیٹی مقرر ہے اسکی تقسیم ہر چھوٹے چھوٹے حصوں پر کی گئی ہے اور ایسے ہر حصہ کو اختیار دیا گیا ہے کہ چند  
ڈپٹی گیٹ منتخب کرے اور گفتاؤ انکی اس حصہ کی آبادی کے حساب سے معین کی گئی ہے جس مقام پر  
کانگریس جمع ہوتی ہے اس مقام کے اسٹینڈنگ کانگریس کمیٹی اخراجات کانگریس کے واسطے چندہ جمع  
کرتی ہے اگرچہ اور کاموں کے واسطے چندہ وصول کرنے میں بہت دقت ہوتی ہے لیکن کانگریس کیواسطے  
چند ان وقت نہیں ہوتی۔ ایسے بہت کم آدمی ہونگے جو اپنی حیثیت کے موافق کانگریس کے واسطے  
خوشی سے چندہ نہ دیں۔ کانگریس کے اعراض و مقاصد رہا کر سمجھانے کی نظر سے چھوٹی چھوٹی کتابیں  
تالیف ہوئی ہیں اور انکے ترجمہ ملک کے اکثر زبانوں میں کرائے گئے ہیں۔ یہ سب جیسا کہ کثرت سے  
ہر سال تقسیم کیے جاتے ہیں۔ جا بجا مناسب موقع پر چلیے منعقد ہوتے ہیں اور ان جلسوں میں معاونین  
کانگریس میں سے ایک شخص یا زیادہ اشخاص منافع کانگریس کے بیان کرنے کے واسطے اور دلائل مخالفین  
کانگریس کی تردید کے واسطے تقریر کرتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوتی ہے تو وہ تقریر جیسا کہ تقسیم ہوتی ہے ایسے  
بہت سے معاونین کانگریس میں جو اپنے ذاتی کام کا رنج کر کے کانگریس کا کام کرتے ہیں کبھی نہ کرنے  
کے واسطے اور دفتروں میں تنخواہ و بجائی چڑا سکا جز و کثیر کانگریس کے دفتر میں بغیر مرمت کے ہوتا ہے اور ہر شخص





کنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اسکے کہ ہندوؤں ۱۲۰۰ مسلمانوں میں۔ اہل ولایت اور اہل ہند میں ہر  
 علیحدگی رہی اور مذہبی اور قومی نا اتفاقی پیدا ہو چکی وہ زیادہ ہند ہی کہ ہندو اور مسلمان اہل ولایت  
 اور اہل ہند باہد کر منفق ہو کر کارروائی سرکار کی حسن و قبح کی نسبت سے ظاہر کریں۔ آپ کو حاجت  
 کہ اپنے اغراض کے حاصل کرنے کے واسطے جبر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا احتیاط اور نرمی کے ساتھ  
 کوشش کریں اور اپنے ملک کے حالات خاص کا ضرور لحاظ رکھیں۔

غور کیجئے کہ اس سے زیادہ قائم مقام ملکہ مغلیہ کیا فرما سکتے تھے۔ اس وقت ملک یہ کہنے کا موقع ہے کہ اگر  
 اوہ یا مالک مغربی و شمالی کے حکام کی مخالفت کا خوف بھی آپ کو ہوتا ہے زیادہ تر لیا طاف کے قابل  
 نواب گورنر جنرل اور گورنر مدراس کی رائے اور کارروائی سے اور یہ بھی خود کوئی کی بات ہے کہ آج کل  
 سرائی لائیکل صاحب جو بیشتر بہانہ لٹنٹ گورنر تھے کونسل سکرٹری آف اسٹیٹ کے ممبر ہیں۔ انہوں  
 عملداری سرکار سے آج کل وقتاً فوقتاً ایسے طریقے نافذ کیے گئے جن سے ہندوستان اور ہندوستانیوں کی  
 ہیود اور ترقی ہو اور اہل ہند یہ نسبت سابق زیادہ تر انتظام ملک میں شامل کیے جائیں گے۔ اس کے  
 قانون کی رو سے عہدہ ڈپٹی کلکٹر سی وغیرہ ہندوستانیوں کے واسطے قائم کیے گئے اور اسی طرح آگنٹس  
 اور صدر العدویان ملنے لگے ہیں اب بعض ہندوستانی ضلع کے جج اور ضلع کے مجسٹریٹ اور جنٹلمین  
 ہیں اس لئے عام طور پر ان میں ولایت کی پارلیمنٹ نے ایسا قانون جاری کیا جس کی رو سے ہندوستانی  
 ہائی کورٹ کے جج اور کونسل کے ممبر ہو سکتے ہیں چنانچہ اس وقت پانچ ہندوستانی مختلف ہائی کورٹوں کے  
 جج ہیں اور ممبران کونسل کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے لارڈز میں صاحب کے وقت میں جو حقوق  
 رعایا کو عطا ہوئے آئے آپ خوب واقف ہیں ان کے بیان کی ضرورت نہیں اگر آج کل جاری ہوئی  
 نے ہمارے ساتھ یہ رعایت کی ہو تو کوئی وجہ اس گمان کی نہیں ہو کہ درخواست کانگریس منظور کیا جائے  
 قوم انگریز وہ قوم ہے کہ آزادی ان کی جبلت میں داخل ہو جس عالی ہمت قوم نے ہمیشہ قومی منفعت  
 کو ذاتی نفع پر ترجیح دی جس عالی ہمت قوم کے سب سے تمام دنیا کے علماء کا وہ ہو گئے وہ عالی ہمت  
 قوم ضرور جاری درخواست پر اچھی طرح کاٹا کریں اور جو ہمیشہ علماء ہوں یہ کم کہ سمجھیں۔ ہمارے قیود  
 عالیجاہ جنکی شفقت اور مانہ رعایا کے حال پر تمام عالم میں ضرب المثل ہو ضرور ہماری حالت پر نظر مرت  
 منہ ول فرمائیں گی اور جناب شاہزادہ ولیعہد جو بفضل الہی سہ ماہ آئندہ قیصر ہونگے ہمیشہ سے ہمارے  
 فلاح اور فہارہ بدل چاہتے ہیں حضور مدوح نے جب ہندوستان میں آئے تھے تو کیسی شفقت ہمارے  
 حال پر ظاہر کی تھی اور جیسے پھر ولایت مراجعت فرمائی ہے اس وقت سے کہ توجہ ہماری ہیود کی  
 جانب فرما رہے ہیں۔ یہ سب باتیں ایسی نہیں ہیں کہ کوئی ذرا بھی بے دل ہو بلکہ خدا کا شکر ہے کہ ایسی  
 قوم کے ہم مطیع ہیں جو بلا لحاظ قومیت انصاف اور آزادی کو اپنے خاصہ طبع ہی کی وجہ سے پسند کرتی ہو  
 مالک متاہدہ اگلتان ہیں کوئی ملکہ ہندوستان کے ہم بلکہ ہمیں جو اور ملک یقین ہو کہ وہ دن نہیں  
 آئے گا جب انھوں نے انھیں اس کا شکر کرے کہ انھوں نے انھیں ان کے انصاف اس کے لئے کیا

محمکوم کی ترقی اس طرح کرتے ہیں۔ حکومت کا شکر حقیقی اس طرح بجالاتے ہیں۔  
 عہد کی اصول و مفاد کا نگرہیں۔ بے بنیادی اعتراضات مخالفین اور کامیابی کا نگرہیں کی  
 امید قوی ہم ثابت کر چکے اب صرف یہ باقی ہے کہ اپنی تقریر کو جناب حضور قیصرہ عالیجاہ ہندوستان  
 اور جناب شانزادہ والا تبار ولیعہد اور اپنے وطن عزیز کی دعا پر ختم کریں۔

جناب قیصرہ کے حق میں ہماری یہ دعا ہے۔  
 سربراہ گروں جیٹیک سلطان بادشاہ قمر دستور عظم صدر اعلیٰ سعدا کبر ہو  
 عطا و دیندہ نشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو زحل میر عمارت ترک گردن میر لشکر ہو  
 سر ہفت آسمان جب تک کہ دور ہفت اختر ہو  
 ہماری قیصرہ فرمانروا سے ہفت کشور ہو

جناب پرنس ولس کے حق میں ہماری یہ دعا ہے۔  
 بنجارا ارض سے تا ابرہہ اور ابراہیم پانی روان پانی سے تا دریا ہوا اور دریا کو طغیانی  
 زمین میں تا ہوکان درکان میں ہو جو کلنی پے جو ہر جو قیمت اور قیمت کو فراوانی  
 تری شمشیر جو ہر دار میں نصرت کا جو ہر ہو  
 ترے قبضہ میں بحر ہو گھر ہوکان پھر زر ہو

ملک ہند کے حق میں یہ دعا ہے۔  
 چکے ستارہ ملک کا جلدی سے یا علی ہو بول بالا ملک کا جلدی سے یا علی  
 رحمت خدا کی آپ پہ ہوا اور آپ سے ہوئے سہارا ملک کا جلدی سے یا علی  
 قبل اسکے کہ میں بیٹھ جاؤں اس قدر عرض کرنا اور مناسب ہو کہ ہمارے مسلمان احباب ان دو  
 سورتوں کی آجکل زیادہ تلاوت فرمائیں جبکہ نام معوذتین ہے تاکہ عقدہ کشائی ہو۔ جو انہیں  
 ان سورتوں کی شان نزول سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آئندہ نزول کے وقت فتنہ انسانی کے  
 رنج کرنے کی ضرورت تھی اور اسی واسطے خداوند عالم نے اپنے حبیب کو استعاذہ کا حکم دیا۔

رزولوشن کے حوالہ قومی کانگریس میں بتاریخ ۲۸-۲۹-۳۰ دسمبر ۱۹۴۷ء بمقام بمبئی پاس ہوا اور جس میں دکن کا علاقہ مد-اس (بمبئی) پونا-الہ آباد-لاہور-لکھنؤ-اگرہ-بنارس-احمد آباد کو اپنی صورت و رنگام-گنجام موہلی ٹیم چکل پٹ-تاجپور کو مباحہ-مڈپور-ٹنوالی-کوہم پور-کڈاپا-امیت پور-لماری-امبالہ سے شامل تھے۔

## رزولوشن

۱- مشرقی بھارت میں (مد-اس) نے تجویز اور مشرف وزیر شاہ میٹھ (بمبئی) نے تائید اور مشرف وزیر فاضل (کلکتہ) نے تائید ثانی کی کہ یہ کانگریس بدل سفارش کرتی ہے کہ سب حصہ واسطے تحقیقات انتظام ہند کے جو انتظام کہ خود ہندوستان میں ہوتا ہے وزیر جو انگلستان سے ہوتا ہے ایک رائل کمیشن مقرر ہو جس میں اہل علم و تجربہ بعد ادنیٰ سبب شریک ہوں اور وہ کمیشن ہندوستان اور انگلستان میں دونوں جگہ شہادت لے۔

۲- مشرقی بھارت (پونا) نے تجویز اور مشرف وزیر (مد-اس) نے تائید اور مشرف وزیر (الہ آباد) نے تائید ثانی کی۔ اس کانگریس کی رائے میں دیگر اصلاحات کے لیے ضروری کہ پہلے موجودہ انڈیا کو نیشنلسٹ کر دیا جائے۔ ۳- آئین کے ٹی ٹاٹا سہمیٹی (بمبئی) نے تجویز وزیر (مد-اس) نے تائید اور آئینل دادا بھائی نوروجی (بمبئی) نے تائید ثانی کی کہ اس کانگریس کی رائے میں جلسہ واصفان قانون ہند اور مختلف صوبجات کی قانونی کونسلوں کے ذریعہ سے بہت سے منتخب شدہ ممبروں کی اصلاح اور بہت نہایت ضروری اور اسی طرح مالک مغربی اور شمالی اور اوڑھ اور پنجاب میں بھی کونسلین قائم ہوں کل بجٹ ان کونسلوں میں واسطے غور کے نہیں ہوں۔ اور ان کونسلوں کو اختیار دیا جائے کہ ان کے ممبر کو مختلف انتظامی سے ہر ایک صیغہ کے انتظام کے نسبت استفسار کر سکیں اور ولایت کے ہوس آف کانٹری میں ایک مستقل کمیٹی قائم ہو جو ایسی کونسلوں کی کثرت رائے سے تجویز شدہ مذرات پر غور کرے جب کبھی کہ گورنمنٹ انتظامی اپنے اختیار سے کونسل کی کثرت رائے سے فیصلہ کے خلاف کرے۔

۴- آئینل دادا بھائی نوروجی (بمبئی) نے تجویز اور مشرف وزیر (مد-اس) نے تائید اور مشرف وزیر (الہ آباد) نے تائید ثانی کی کہ اس کانگریس کی رائے میں جو امتحان امتحان مقابلہ کہ بالفعل ولایت میں ہوتے ہیں بموجب رائے انڈیا آفس کمیٹی شائع کرے انگلستان اور ہندوستان میں ایک ہی وقت میں ہوا کریں اور دونوں جگہ حتیٰ الوسع امتحان ایک ہی قسم کے ہوں اور دونوں جگہ کامیاب طلبہ کے نام ایک ہی فہرست میں بہ ترتیب لیاقت شائع کیے جائیں اور طلبہ کہ ہندوستان میں کامیاب ہوں وہ اور زیادہ تعلیم کے واسطے ولایت بھیجے جائیں اور وہاں حسب ضرورت انکا اور زیادہ امتحان لیا جائے۔ کم درجے کے عہدوں کے سواے اور باقی عہدوں پر جو لوگ پہلے مقرر ہوں ان سب کا امتحان مقابلہ ہندوستان میں ہوا کرے اور جن صفحات کی نسبت کہ گورنمنٹ بلحاظ چال چلن اور صحت اور علم و اطلاق وغیرہ کے مفید سمجھے وہ امتحانات میں شریک کر دیا جائے۔ ستر گنت امتحان سول سروس کے واسطے عمر کم سے کم ۲۴ سال کی مقرر ہو جائے۔

۸۔ مسٹر ٹنگنیو (برسر) نے تجویز اور مسٹر ایڈل جی وائر (بمبئی) نے تائید اور مسٹر دیارام جھٹل (گراچی) نے تائید ثانی کی کہ اس کانگریس کی رائے میں ملک کے قومی اخراجات کا اٹھا غیر ضروری ہے اور ملک کی آمدنی اس کی سپلائی کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔

۹۔ مسٹر جے یو سینگ (بمبئی) نے تجویز دو سو اسی ناٹھ پیر (تاجپور) نے تائید اور صاحب ایس ویلکٹ سپوریا دو پانٹو لو (سوجلی ٹم) نے تائید ثانی کی کہ اس کانگریس کی رائے میں قومی اخراجات کی زیادتی تخفیف معارف سے پوری کرنے کی جاسیے اگر یہ نہ تو محصول پرست سمجھا جاتی ہو۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو اور خواہ مخواہ ٹیکس ٹیکس ہی کی بلانازل ہو تو آئی کوئی لیا جاوے جو بہت معمول ہوں اور آمدنی ان کی دیگر اقسام کے ٹیکس سے بھی بری ہو عام اس کے وہ ملازم ہوں یا غیر ملازم۔ اور اس قدر قلیل ٹیکس مقرر ہو جو تاسانی دیا جاسکے ایسے ہر کوئی واسطے ایک ایسی تعداد مناسب تجویز ہو کہ جس سے کم آمدنی والے جن کی آمدنی ان کے خرچ سے زیادہ نہیں ہے اس ٹیکس کی بل سے سخت سے محفوظ رہیں۔ اس کانگریس کی یہ بھی رائے ہو کہ تھان کے فضل کی برطانیہ عظمیٰ شاہی ذمہ داری کرے۔

۱۰۔ مسٹر بی ایم جھٹل (بمبئی) نے تجویز اور دیارام جھٹل (گراچی) نے تائید کی کہ اس کانگریس کو اسحاق شامی برہما نہایت تائید ہو اگر بدقسمتی سے اس کا حق برہما ملے ہو گیا تو کل ملک برہما ملک ہندوستان کے نواب ولیم کے کی حکومت سے علیحدہ رکھا جائے۔ متناج سیلون یعنی لنکا کے ایک شاہی نو آباد ماتحت حکومت انگلستان رہے اور اس ملک کی کو رعیت سے کوئی تعلق نہ رہے۔

۱۱۔ مسٹر مرلی دھر (انبالہ) نے تجویز اور مسٹر ایچ ایچ دھوا (سورت) نے تائید کی کہ جو ریلوے اس کانگریس میں پاس ہوئے میں ہر ایک صوبے کے پولیٹیکل جلسوں میں سمجھے جائیں اور ان جلسوں سے درخواست کی جائے کہ اپنے صوبوں کے مختلف پولیٹیکل جلسوں اور جماعتوں کے پرچہ سے اپنے اپنے طور پر جیسا مناسب معلوم ہو۔ ان امور کی تکمیل میں فکر اور کوشش کریں۔ جس کا ذکر ریلوے شیفون میں ہے۔

۱۲۔ مسٹر اسٹیم (بکال) نے تجویز اور انریبل ایس سیرینیا آیر (برسر) نے تائید کی کہ آٹھ دسین شیل کانگریس کا اگلا سال آئندہ کلکتہ میں ۲۸ دسمبر ۱۹۰۸ء روز جمعہ سے شروع ہو۔ شہر میں پچھلے کانگریس کی تجاویز پنجابی غور اور بحث و مباحثہ ہوا اور تمام مملکت کی صوبے زائد، بلکی انجمنوں اور ہر ایک مقام پر عام جلسوں نے عام اتفاق سے پسند اور طور کیا اب یہ خیال بلاوجہ ہو گا کہ وہ ہندوستان کی پوشیدہ جماعت کے ایک کثیر مداد کی رائے کا کس نہیں ہیں۔

۱۱۱

بروز و لیونش تمبر (حسب تجویز اس وقت لڑاں اپوزیٹ ہمارے کلکتہ) و تائید عشرتی گایا نیدو (عدایان) و تائید  
مسٹر کھنساہم علی کھنڈ (مبئی) باتفاق رائے پاس ہوا۔ یہ کانگریس بنو رہی ہے۔ رزولوشن کانگریس ششماہ کی  
تصدیق تائی کر گئی ہے اور صاف طور پر یا یقین ظاہر کرتی ہے کہ وسعت، مپالس و اضعاف قانون گورنر جنرل  
و مقامی کونسل جیسا کہ بیشتر ظاہر کیا گیا ہے ہندوستان و افغانستان دونوں کے فوائد بہتری کے واسطے ضروری  
ہو گئی ہے۔

رزو کیوشن نمبر ۴۰۔ احب تہو نیز سطر ہر بند و نامہ ہر جہی (کلمتہ) تا یک سطر ان جی چند واکر (و جی) و تا میرانی  
 سطر شرف الدین (ہمار) بالایک مخالف راے کے پاس ہوا۔ اس کا گارن کی میراے کی کاس ہر دوری  
 اصلاح کو عملی طور پر پورا کرنے کے وقت اصول و تجاویز ذیل پر پوری تحقیقات مسئلہ قابل ترمیم ہوئے نہ مسئلہ کو  
 جو مناسب معلوم ہو غور کر لی۔

اول تعداد ممبران کو تسل و امتحان قانون گورنر خیرل مقامی بڑھا دیا جائے۔ نصف سے زیادہ ممبران وسیع کونسلوں کے منتخب شدہ ہوں۔ دوم نصف سے زیادہ سرکاری ملازمین کونسلوں میں ہوں۔ اور چارم کم از کم ممبر سرکاری یا غیر سرکاری کو نمائندگی کی جانب سے نامزد ہو سکیں حتیٰ انتخاب ممبران مقامی کونسلوں کا اقتدار جائز اور لوگوں کو شروع میں دیا جاوے گا کہ جو عقل مندی اور آزادی کے ساتھ احساس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بمکال وہیں میں سٹیٹ بینک اسٹراکٹ بورڈوں جلسہ تجاران اور بیوروٹیوں کے ممبر کو تسل میں منتخب کریں۔ یا ایک ملٹریٹ مینا یا جاوے گا۔



زیادہ وسعت سے کام لیا جائے۔  
 ہر اس راجہ سوامی ٹڈلیر سی آئی اسی ساکن مدرسے اس رزولوشن کی تحریک اور راجہ جہان اٹھم  
 ساکن مدرسے اسکی تائید کی اور شیخ قادر بخش ساکن اور دھننے اس کے احکام میں تقریر کی اور وہ اتفاق  
 کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولوشن چہتم۔ یہ اسے قرار پائی کہ باجناط و فاداری رعایا ہند اور ان مہتمموں کے جو قانون ہر وجہ اسلحہ یعنی  
 ایکٹ و سٹیکٹو سے آگے برداشت کرنی پڑتی ہیں اور نیز باجناط اتن غیر واجب الزام کے جو قانون مذکور سے  
 اس ملک کے باشندوں پر عائد ہوتا ہے گورنمنٹ سے تحریک کی جائے کہ وہ احکام باب چہارم اور حالت ضرورت کے  
 دیگر اجزاء قانون مذکور کو بھی اس طرح سے ترمیم کرے کہ کل اشخاص تھیاریوں کے رکھنے اور باندھنے کے مجاز  
 ہو جائیں الا ان صورت میں کارز کے احکام مجازیہ گورنمنٹ ہند یا کسی حکومت متخصص المقام کے حکم  
 گورنمنٹ ہند کی جانب سے اس باب میں اختیار دیا گیا ہو حسب جوہ تحریری کے جو باضابطہ شہر کے جاہلین  
 خاص شخص یا اشخاص متعلقہ کسی فرقہ یا گروہ کے مہتمماریوں کے رکھنے اور باندھنے سے منع  
 قرار دیے جاویں۔

راوہا اور سمبھائی ٹڈلیر ساکن مدرسے اس رزولوشن کی تحریک اور بابو جہن چند پال  
 ساکن بنگالہ اسکی تائید کی اور وہ باتفاق رائے حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولوشن نہم۔ یہ اسے قرار پائی کہ جو کمیٹی مطابق رزولوشن اول کے مقرر ہوئی ہے اس کے قواعد مرتبہ  
 آمیزہ کانگریس کے جلسہ میں غور کیا جائے مگر اس اثنا میں انکی تعلیم جاریہ کانگریس کی موجودہ کمیٹیوں کے  
 پاس اس اسدے کے ساتھ بھیجا دیں کہ وہ سال آئندہ میں جہاں تک اس کے نزدیک ممکن و مناسب ہے مہتمموں  
 مطابق ان قواعد کے عمل کریں اور آمیزہ کانگریس کے جلسہ میں انکی نسبت اشارات مزید کے ساتھ جو مناسب  
 تصور کریں اسے ظاہر کیا جائے۔

مشر اسے پیوم ساکن مدرسے اس رزولوشن کی تحریک اور ڈاکٹر ترلوئی ناتھ مہتر ساکن بنگالہ اسدے  
 اسکی تائید کی اور باتفاق رائے حاضرین جلسہ سے وہ منظور ہوا۔

رزولوشن دہم۔ یہ اسے قرار پائی کہ جو تحفا جلسہ قومی کانگریس ہند کا ہتمام الہ آباد جیسوین مہتر مہتر مہتر مہتر مہتر مہتر  
 سطر اسے پیوم ساکن مدرسے اس رزولوشن کی تحریک اور راجہ رامپال سنگھ ساکن ممالک مغربی نے اسکی  
 تائید کی اور وہ باتفاق رائے حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولوشن یازدہم۔ یہ اسے قرار پائی کہ ان رزولوشنوں کی نقل جنھوں نے اب قطاب و سیر ہند اجلاس کونسل میں  
 اس اجلاس کے ساتھ مسلح ہو کر پیش کیا ہے ان سب رزولوشنوں کو حضور ملکہ مغلطہ کے سرکاری آفس میں  
 خدمت میں پیش کرا دیں اور خود مختار ایجنسی ہند کے ان تجویزوں پر نظر عاطفت کے کامل  
 طور پر توجہ مبذول فرمائیں۔

اسے جوت اندر ناتھ چودھری ساکن بنگالہ نے اس رزولوشن کی تحریک اور بابو جوت اندر ناتھ گلو ساکن



اتفاق رائے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رندولیویشن جہازم۔ یہ رائے قرار پائی کہ بلحاظ وفاواری حصوں ملک معظریہ کے رعایا و ہندوستان کے یکا نگر اس امر کو خواہش کے قابل سمجھتی ہے کہ حضور ملک مختلف کے اشتہار کی تمہیل کی جائے یعنی عملی طور پر ہندوستان کو یکے لیے فوجی ملازمت کے اعلیٰ عہدہ سنبھالنے کا سلسلہ جاری ہونا چاہیے اور گورنمنٹ ہند کو لازم ہے کہ فوجی مدد سے اس ملک میں قائم کرے تاکہ آئین یا شہدگان ہند جو قانون کی تشریح میں داخل ہیں صیغہ جنگی ہیں ہندو فوج کی افہری کے لیے تعلیم اور تربیت پائیں۔

بابو ہرنندرن دتا جگر ساکن بنگالہ نے اس رندولیویشن کی تحریک اور بابو سالگرام سنگھ ساکن بہار نے اسکی تائید کی اور مسٹر ارڈلی نارسن ساکن مدر اس نے اس کے استحکام میں تقریر کی اور وہ اتفاق رائے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رندولیویشن پنجم۔ کہ بلحاظ ایکسپونٹ حالت معاملات یورپ (برطانیہ) اور اس مدد غلطی کے جو اس ملک کے باشندے بشمولیک وہ مناسب طور پر تیار کیے جاویں انگلستان کو کسی سخت پیمیدگی کے واقع ہونے کیلئے ہین یکا نگر گورنمنٹ سے پھر اس امر کے لیے نہایت سرگرمی سے ملتی ہے کہ وہ ہندوستان کو والیٹر ہونے کے لیے ان قواعد و قیود کے ساتھ اجازت دے جو اس کے نزدیک مناسب تصور ہوں تاکہ باشندگان سرکار کو خطرہ کے وقت اچھے طور سے مدد دینے کی قابلیت پیدا کر لیں۔

سی شکر نایر ساکن مدراس نے اس رندولیویشن کی تحریک اور خان بہادر شیخ احمد حسین ساکن اودھ نے اسکی تائید کی اور راجہ رام پال سنگھ مالک مغربی و شمالی نے اس کے استحکام میں تقریر کی اور وہ اتفاق رائے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رندولیویشن ششم۔ پرانے قرار پائی کہ چونکہ تفصیل تکمیل کی خصوصاً ایک ہزار روپیہ سے کم آمدنی پر نہایت ناپسندیدہ نہایت موٹی ہوا سیلے کا نگر کے نزدیک یہ امر ضروری ہے کہ وہ تعداد آمدنی کی جبر انکم ٹیکس قائم ہو سکتا ہے کم سے کم ایک ہزار روپیہ قرار دیا جائے اور جو نقصان داخل سرکار کو اس سے عائد ہو یا اوپائی دقتیں پیش آئیں ان کے لیے خرچ موجودہ زمین تحفیف کی جائے اور اگر تحفیف ناممکن ہو تو باریک قسم کے کٹے پر درآمد کا محصول بھر قائم کیا جائے۔

بابو گور پرشاد ساکن جہازم نے اس رندولیویشن کی تحریک اور بابو جنگندر گھوش ساکن بنگالہ نے اسکی تائید کی اور وہ اتفاق رائے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رندولیویشن ہفتم۔ پرانے قرار پائی کہ بنظا فلاس رعایا کے یہ امر خواہش کے قابل ہے کہ گورنمنٹ سے تحریک کی جائے کہ وہ اس ملک کے لیے تعلیم صنعت کا ایسا سلسلہ وسعت کے ساتھ قائم کرے جو یہاں کے باشندوں کے مناسب حال ہو اور جو زمین یہاں کے ہمار قانون میں تیار ہوئی ہیں انکی ترویج کے لیے گورنمنٹ ان احکام موجودہ کی زیادہ تر پابندی ملحوظ رکھے جو سرکاری کاموں میں دیسی اشیاء کے استعمال کے جانے بس میں جاری و نافذ ہیں اور یہاں کے باشندگان کے ہزار اور کاروانی سے نسبت حال کے

نہ یا وہ وسعت سے کام لیا جائے۔

سراسر رام سو امی ٹڈلیر سی آل امی ساکن مدراس نے اس رزولوشن کی تحریک اور مسٹر جان ایڈم ساکن مدراس نے اسکی تائید کی اور شیخ قادر بخش ساکن اور دھسے اسکے اہم کام میں تقریر کی اور وہ اتفاقاً کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولوشن ہشتم۔ یہ رائے قرار پائی کہ بلحاظ وفاداری رعایا ہند اور ان سمیتوں کے جو قانون موجود ہے یعنی ایکٹ ۹۔ ششہ امر سے آگے برداشت کرنی پڑتی ہیں اور نیز بلحاظ اس غیر واجب الزام کے جو قانون مذکور ہے اس ملک کے باشندوں پر عائد ہوتا ہے گورنمنٹ سے تحریک کی جائے کہ وہ احکام باب ہدیم اور بجالت ہورس کے دیگر اجزاء قانون مذکور کو بھی اسطور سے ترمیم کرے کہ کل اشخاص تنہا دون کے رکھنے اور باندھنے کے مجاز ہو جائیں الا اس صورت میں کہ از سر نو احکام مجاریہ گورنمنٹ ہند یا کسی حکومت مختص المقتضی کے حکم کو گورنمنٹ ہند کی جانب سے اس باب میں اختیار دیا گیا ہو حسب جوہ تحریری کے جو باضابطہ شہر کیسے ہیں خاص شخص یا اشخاص متعلقہ کسی فرقہ یا گروہ کے ہتھیاروں کے رکھنے اور باندھنے سے مستثنیٰ قرار دیے جاویں۔

راوہا در سہا جی ٹڈلیر ساکن مدراس نے اس رزولوشن کی تحریک اور بابو بین چند پال ساکن تہگالہ نے اسکی تائید کی اور وہ باتفاق رائے حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولوشن نہم۔ یہ رائے قرار پائی کہ جو کمیٹی مطابق رزولوشن اول کے مقرر ہوئی ہے اسکے قواعد ترمیم پر آمیزہ کانگریس کے جلسہ میں غور کیا جائے مگر اس اثناء میں انکی نقلین جلد کانگریس کی موجودہ کمیٹیوں کے پاس اس اسدے کے ساتھ بھیجی جاویں کہ وہ سال آئندہ میں جہاں تک اسکے نزدیک ممکن و مناسب ہو جو مطابق آن قواعد کے عمل کریں اور آئندہ کانگریس کے جلسہ میں انکی نسبت اشارات مزید کے ساتھ جو مناسب تصور کریں رائے ظاہر کی جائے۔

مسٹر اے پیوم ساکن مدراس نے اس رزولوشن کی تحریک اور ڈاکٹر تریوڑی ناتھ شرساکن تہگالہ نے اسکی تائید کی اور باتفاق رائے حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولوشن دہم۔ یہ رائے قرار پائی کہ چوتھا جلسہ قومی کانگریس ہند کا مقام الہ آباد میں ہونا چاہیے اور مسٹر اے پیوم ساکن مدراس نے اس رزولوشن کی تحریک اور راجہ ایم پال سنگھ ساکن ممالکہ فیہ نے اسکی تائید کی اور وہ باتفاق رائے حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولوشن یازدہم۔ یہ رائے قرار پائی کہ ان رزولوشنوں کی نقلیں ہندوستان کے تمام ایسے ایسے اجلاس کو ارسال اس ایس کے ساتھ عمل ہو کہ مقررہ ایسے سب رزولوشنوں کو حضور ملک مغلیہ کے سرکاری آفس میں ہند کی خدمت میں پیش کر دیں اور خود مختار ایسے بھی پیشورہ اپنے مشیروں کے ان تجویزوں پر نظر عطف کے قابل طور پر توجہ مبذول فرمائیں۔

رائے جوت اندر ناتھ چودھری ساکن تہگالہ نے اس رزولوشن کی تحریک اور بابو جوت اندر ناتھ ساکن

فائنل راجہ کل حاضرین جلسہ سے منظر ہوا۔

رندولفوشن چہارم۔ یہ اسے قرار پائی کہ باقاعدہ قادیان میں جنور ملک معطر کے رہایا و ہندوستان کے یہ کانگریس اس  
 آئندہ ڈیوٹیشن کے قابل سمجھتی ہو کہ حضور ملک معطر کے آئندہ کی تعمیل کیجئے یعنی علی طور پر ہندوستان میں کیلے  
 فوجی نوڈل کے اعلیٰ عہدہ پر لے کر کا سلسلہ جاری ہو نا چاہیے اور گورنمنٹ ہند کو لازم ہو کہ فوجی مدرسے  
 اس ملک میں قائم کرے تاکہ انہیں باخفا گیا (۱) ہندو قانون کی تشریح میں داخل ہیں حنیفہ جنگی میں ہندو  
 فوجی کا فوجی کے لیے تعلیم اور تربیت پائیں۔

باجو سرمد و نامہ ساکن بنگالہ نے اس رندولفوشن کی تحریک اور بابو ساگر ام سنگھ ساکن بہار نے  
 اسکی تائید کی اور مشترکہ ملی نارٹن ساکن مد اس نے اس کے احکام میں تقریر کی اور وہ اتفاق رائے  
 کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رندولفوشن پنجم۔ کہ باقاعدہ رندولفوشن نے حالات معطلات یورپ (ترکستان) اور اس مدد غلطی کے جو اس  
 ملک کے باشندگان بشمول وہ مناسب تیار کیے جاویں انکے تان کو کسی سخت چیمپ کیلے واقع ہوئے  
 دیکھتے ہیں یہ کانگریس گورنمنٹ سے پھر اس امر کے لیے نہایت سرگرمی سے باقی ہو کہ وہ ہندوستان میں کو  
 والیٹر ہونے کے لیے ان قواعد و قواعد کے ساتھ اجازت دے جو اس کے نزدیک مناسب تصور ہوں  
 تاکہ باشندگان سرکار کو خطرہ کے وقت اچھے طور سے مدد دینے کی قابلیت پیدا کر لیں۔

سی شکر نادر ساکن مد اس نے اس رندولفوشن کی تحریک اور خان بہادر شیخ احمد حسین ساکن  
 اور دھ نے اسکی تائید کی اور راجہ رام پال سنگھ مالک مغرب و شمال نے اس کے احکام میں تقریر کی اور وہ اتفاق  
 رائے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رندولفوشن ششم۔ یہ اسے قرار پائی کہ چونکہ تخصیص نگرہس کی خصوصاً ایک ہزار روپیہ سے کم آمدنی پر نہایت  
 ناپسندیدہ نہایت ہوئی جو اسلئے کانگریس کے نزدیک یہ امر ضروری ہو کہ وہ نقد و آمدنی کی جبر انکم ٹیکس  
 قائم ہو سکتا ہو کم سے کم ایک ہزار روپیہ قرار دیا جائے اور جو نقصان داخل ہو گا اس سے عائد ہو یا کو پالی  
 وقینر پیش آئیں اس کے لیے خرچ موجودہ مین تحفیف کیجئے اور اگر تحفیف ناممکن ہو تو باریک قسم کے  
 کیڑے پر درآمد کا محصول بھی قائم کیا جائے۔

باجو گورپشا و ساکن بہار نے اس رندولفوشن کی تحریک اور بابو بنگندر گھوش ساکن بنگالہ نے اسکی تائید کی اور  
 وہ اتفاق رائے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رندولفوشن ہفتم۔ یہ اسے قرار پائی کہ بظرافلاس رعایا کے یہ امر خواہش کے قابل ہو کہ گورنمنٹ سے تحریک  
 کیجئے کہ وہ اس ملک کے لیے تعلیم صنعت کا ایسا سلسلہ وسعت کے ساتھ قائم کرے جو میان کے باشندگان  
 مناسب حال ہو اور جو پھر بین میان کے کارخانوں میں تیار ہوتی ہیں آئی ترویج کے لیے گورنمنٹ آن  
 احکام موجودہ کی زیادہ تر پابندی ملحوظ رکھے جو سرکاری کاموں میں دیسی اشیاء کے استعمال کے جائز  
 سب میں جاری و نافذ ہیں اور میان کے باشندگان کے ہزار اور کار دانی سے نسبت حال کے

جس طرح حضرت عیسیٰ کے بعد تعمیر ملی بکری لگے اور اکی راہ پر نہ رہے۔ اور صلیح یہودی حضرت موسیٰ کا نام لیتے ہیں مگر اکی راہ پر نہیں اور سب پیروں پر ایمان نہیں لاتے اسی طرح ہندوؤں کا بھی حال ہے کہ جن بزرگوں کا یہ نام لیتے ہیں وہ لوگ ہر ایک سے پیروی کرتے ہیں اور علم سے بچے تھے اللہ کو پہچانتے تھے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں دیتے تھے کیا وجہ ہے کہ وہ پیغمبر ہوں یا ول ہوں۔ تاوان لوگ انکا نام نہ لیں کہ بچے کا شکار نہ ہوں گے۔ میں اور یہ کمان کرتے ہیں کہ جیسے پیغمبر و پیغمبر ایمان میں کہ اللہ کا ذکر کیا ورون کو جانتے ہیں اور پیغمبروں کو نہیں جانتے ہیں ویسے وہ بھی ہو گئے یہ کمان دان کمانوں کا بالکل غلط ہے۔

اور یہی تھوڑے فاصلہ کے لکھا ہے مولانا شاہ غلام علی صاحب جو حضرت علی کے والا ہیں تھے اور ول کہتے رہتے تھے اور قرآن وحدیث کے بڑے جاننے والے تھے انہوں نے اپنے پیروں میں مرزا جانان صاحب شید کا مال لکھا۔ اور یہی تھا اور انکے خط اسمیں جمع کیے ہیں۔ مرزا صاحب کے جو دھوین خط میں یہ بیان لکھا ہے کہ ہندوؤں کی تہذیب الیٰ کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے ایک کتاب بھی بھیجی تھی جسکا نام بدیہا اسمیں چار دفتر تھے اللہ نے کچھ باتوں کا حکم کیا تھا۔ کچھ باتوں سے منع فرمایا تھا کچھ خبریں اگلے زمانہ کی تھیں۔ کچھ آئندہ زمانہ کی خبریں پہلے سے اللہ نے دی تھیں۔ ایک فرشتہ جسکا نام ہرخصا تھا اسکے وسیلے سے اللہ نے یہ کتاب بھیجی تھی۔ اور جیسے فرشتے ہندوؤں کے میں سب اس بات پر ایک کرتے ہیں کہ اللہ ایک ہی اور سارا جہان اسی نے بنایا ہے۔ اور قیامت اور حساب کتاب کے سب قائل ہیں۔ اس معلوم ہوا کہ کوئی شریعت انہیں بھی اب وہ موقوف ہو گئی انتہی بالفظہ اور اس کتاب میں اس قسم کے مطالب ہیں اور ریڈت صاحب نے آیہ و سنو اور حکم فی اکا ذکر بڑھکر بیان کیا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اسی کتاب سے مشورہ لیتے تھے اور اسکے موافق عمل فرماتے تھے۔ اور اسکے ذیل میں اصحاب کے مشورہ سے بدر کے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ یہ لکھا ہے کہ یہ مختصر طور پر ذکر کیا ہے اسکی کچھ تفصیل اہل اسلام کی دوستی کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔ اول مدارج النبوة میں جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ہے اس طرح لکھا ہے۔

بدانکہ آردہ شدہ اندام سیران نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مشورت کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شان ایشان را بویک صدیق کہ چکار باید کرد ایشان را بایک گفت یا فدیک گرفت و گذاشت۔ تا بویک گفت باقی دام ایشان را و بکش شاید کہ خداے تعالیٰ تو را کن۔ بہر شان و توفیق اسلام دہد و یکیر یا رسول اللہ از ایشان فدیک تا قوت گیرند یا آن صاحب تو۔ و فرمود ہمہ فاروق کہ تو چہ پسگوئی چہ کار باید کرد و عمر گفت بزیر یا رسول اللہ گردنہاے ایشان را کہ ہمہ کہ فرمود و سوا کا فرزند و خدا ای تعالیٰ نیہ نیاز کرد و امیدہ است ترا از گرفتن مال و چون صاحب سول اللہ باخذ فدیک مشغول شد نہ جبرئیل آ و این آیت آورد و دعا کا ان لنبی ان نکون لہ اسرے حتی یخرجن فی الاخرین و یذون عکر صر اللہ نیا و اللہ نے

یکدم مرزا و انبیت و نبی شاید ہیچ پیغمبر ہی را کہ اور اسیران یا تا آنکہ بسیار باشند گفتن ایشان را و مبالغہ کند و قتل ایشان میخواستند تا فدیک گرفتن متاع حیات دنیا را۔ و خدا میخواست آخرت را و اعلانی دین خود را و خدا غالب است کہ غالب میگردد و دستان خود را بر دشمنان و حلیہ و در ناست با پیغمبر مناسب و لائق است ہر حال و ہر وقت گا ہی ام قبیل و آنخان می کنند و وقتیکہ شوکت مرکافران را است و گا ہی پیغمبر می کنند میان قتل و خدا و گا ہی میان ہن و خدا و قتیکہ علیہ مومنان را باشد بعد از ان در آمد عمر را و خدا

اس عبارت سے آنحضرت اور صحاب کا فدیہ لینے کے بعد رونما اور اس فدیہ لینے کے سبب عذاب کا اس وقت سے جو حضرت کے مقام سے نزدیک تھا زیادہ تر قریب ہونا بخوبی ظاہر ہوئی۔ نہایت صاحب نے تو یہ یہ ان بھی نہیں کیا جو محدثین اہل اسلام اپنی کتابوں میں نقل فرماتے ہیں۔ مثلاً تھقفہ اثنا عشریہ میں جو شاہ عبدالغفر دہلوی کی تصنیف ہے مرقوم ہے: اما نقلے پس براسہ آن کہ اگر احوال آنحضرت تمام حلی منزل میں اللہ می شد در شان جابر بعضہ احوال آنحضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلم عتاب میفرمودند حالانکہ در حاکم اعتبار شدہ یازل شدہ عفا اللہ عنک لما اذنت لہم ووردت الی ذلک لکن الخ شین خصمہا واستغفر اللہ لک اللہ کان یخفونہ وکعبہ ما دل عن الذین یخفونہم کما دراذن داوود بکر قن فدیہ از بندیان بدر ہند شدہ چرا واقع می شد کہ رو کا کتاب قرآن اللہ سبحانہ استغفر اللہ لک عذاب عظیم پس معلوم شد کہ رو حکم پیغمبر را درین ماجرا نسبت بعمر کردن کمال غلط فہمی و نادانی با کمال عداوت و بغض و عداوت این قسم صحاب و مشاورات ہمیشہ محول پیغمبر با صحاب و صحاب با پیغمبر بود علی الخصوص عمر را درین باب خصوصیت و چراستہ اللہ بہر سیدہ کہ در دفعہ نماز بخلاف و پردہ نشین کردن رواج طہارت و قتل بندیان غزوہ بدر موصی گرفتن مقام را بہر و مثال ذلک و علی موافق عرض او آمدہ بود و صوابا بدو در اکثر مقامات مقبول پیغمبر بلکہ خدا سے پیغمبر می شد کہ اس عبارت میں آنحضرت پر اکثر تعارض میں سخت عتاب الہی نازل ہونا حید آیات و آئی سے ثابت کیا گیا ہے۔

نہایت صاحب نے تو اسکا عشر عشر بھی نہیں کہا۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ انصاف کو ماتھے سے نہ دھکیں اور نہ نہایت صاحب کی  
آغوش کو اپنی مذہبی کتابوں سے مطابق کریں اور اپنی جہالت و بے علمی مذہبی کتابوں سے غیہ مذہب کے لوگوں پر طعن و نفار  
اور بیجا حمیت سے آپکو اس مضمون کا معذوق نہ ٹھہرائیں۔ صد شکر کہ رقیبان و دشمنان گذشتہ حکومت خاکی ہم پر باد و بقیعہ  
اور نہایت صاحب نے جو مسلمانوں کی ہندوؤں سے مذہبی بحث و تکرار نہ کرنے پر ایک لکھڑی لکھڑی دیکھ کر دلی حدیث سے استدلال کیا  
اسکی نفی نہ ہو کہ اگر اہل اسلام اس پر کوئی منسوخ کرتے ہیں اور بعض علماء کا یہ مذہب کے کوئی آیت منسوخ نہیں جو وقت  
جس حالت میں وہ آیت آئی تھی جب وہ وقت اور حالت پیش آئے اسی آیت پر عمل ہوگا چنانچہ مولوی محمد امجد علی صاحب بریلور زادہ  
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا بھی یہی مذہب ہے اسکے علاوہ اس پانچویں مسلمانوں کا خصوصاً ہندوستانیوں کا اس آیت پر عمل شاہد ہے اس  
صوت میں کہ نہایت صاحب نے اس آیت سے جو میری زبان سے مسلمان عمل کر رہے ہیں استدلال کیا تو اس سے کیا توہین مذہب لازم رہے صاحب جو کچھ آپ  
مذہب کے کتاب میں لکھو بھلا اور کچھ کوئی بات بھلا کہہ رہے ہوں وہ من حیث مطلقاً باطل و سیکھو کہ تو خواہ از تنہا مذہب کے خواہ ملال۔



۲۲۹۵۹۲

DUE DATE

۲۲۵۱۰

121 3295902

(9)

3295902

Date	No.	Date	No.